هفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۹ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ
۳ دسمبر ۱۹۶۵ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَعْدِلُ الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللهِ؟ قَالَ: "لَا تَسْتَطِیْعُوْنَهُ"، فَاَعَادُوْا عَلَیْهِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ یَقُوْلُ، "لَا تَسْتَطِیْعُوْنَهُ!"، ثُمَّ قَالَ: "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِی سَبِیْلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰیَاتِ اللهِ لَا یَفْتُرُ، مِنْ صَلٰوةٍ، وَلَا صِیَامٍ، حَتّٰی یَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِی سَبِیْلِ اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِی رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: "لَا اَجِدُهُ" ثُمَّ قَالَ: "هَلْ تَسْتَطِیْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ؟" قَالَ: وَمَنْ یَسْتَطِیْعُ ذٰلِكَ؟

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ (ثواب میں) کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔ صحابہ نے پھر وہی دو مرتبہ (تین مرتبہ سوال کیا۔ آپ ہر مرتبہ یہی فرماتے رہے کہ کیا تم جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔ بالآخر آپؐ نے فرمایا۔ کہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال روزہ رکھنے والے، نماز پڑھنے والے اور آیاتِ قرآنیہ کو خشوع وخضوع کے ساتھ تلاوت کرنے والے جیسی ہے۔ جب کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے لوٹنے تک نماز اور روزہ ادا کرتا رہے۔ اور اس کو ترک نہ کرے (بخاری ومسلم نے اس روایت کو ذکر کیا) اور یہ الفاظ مسلم کی حدیث کے ہیں۔ اور بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے کہ جو (ثواب میں) جہاد کے برابر ہو؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں کوئی (ایسا عمل) نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے) نکلے تو تو اپنی مسجد میں چلا جائے اور نماز پڑھتا رہے چھوڑے نہیں اور روزہ رکھتا رہے اور افطار نہ کرے۔ اس نے عرض کیا کہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مِنْ خَیْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِی سَبِیْلِ اللهِ، یَطِیْرُ عَلٰی مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَیْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰی مَتْنِهٖ یَبْتَغِی الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ اَوْ رَجُلٌ فِی غُنَیْمَةٍ اَوْ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذَا الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَوْدِیَةِ یُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتِی الزَّكٰوةَ، وَیَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰی یَاْتِیَهُ الْیَقِیْنُ لَیْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِیْ خَیْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اللہ تعالے کے راستہ میں تیار رہتا ہے۔ جہاں کوئی خطرہ اور پریشانی کی بات سنتا ہے فوراً گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر ہوا کی طرح (میدان کی طرف) اُڑ جاتا ہے۔ قتل یا موت کا موقع اس کے مقامات میں تلاش کرتا رہتا ہے اور دوسرے اس شخص کی زندگی جو پہاڑیوں کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا وادیوں میں سے کسی وادی پر چند بکریاں ساتھ لئے ہوئے سکونت کرتا ہے نماز پڑھتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے بھلائی کے علاوہ اس کو اور کوئی کام نہیں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: "اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِیْنَ فِی سَبِیْلِ اللهِ، مَا بَیْنَ الدَّرَجَتَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالے نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کئے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِی بَكْرِ بْنِ اَبِی مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، "اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اَقْرَاُ عَلَیْكُمُ السَّلَامَ"، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن الموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔ وہ دشمن کی موجودگی میں فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سایہ کے نیچے ہیں۔ ایک خستہ حال آدمی کھڑا ہوا اور دریافت کیا۔ کہ اے ابوموسیٰ! کیا تم نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے کہا ہاں (یہ سن کر) وہ شخص اپنے ساتھیوں میں آیا اور کہا۔ کہ میں تم کو (آخری) سلام کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار کے میان کو توڑ ڈالا اور پھر اس کو پھینک دیا۔ پھر تلوار لے کر دشمن کی طرف روانہ ہو گیا اور اس سے قتال کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا (سبحان اللہ اللّٰھم ارزقنا حلاوۃ الایمان) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰی مِنْ خَشْیَةِ اللهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ، وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِی سَبِیْلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ"، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص خدا کے خوف اور خشیت سے رویا وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ دودھ نکال لینے کے بعد پھر دودھ تھن میں لوٹ آئے۔ اور خدا کے راستہ کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہو سکتے یعنی جو اس غبار میں آلودہ ہو چکا ہے وہ اس دھوئیں سے آلودہ نہ ہو گا۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن، صحیح ہے۔

صحیح راہِ عمل

وزیر خارجہ پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے پوری قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ ان کی تقریر کو بلاشبہ ہمارے مواعید اور قومی عزائم کا آئینہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت پاکستان کا ہر باشندہ بھٹو کی آواز کو اپنی ہی آواز سمجھتا ہے۔ انہوں نے کشمیر کا تذکرہ کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا ہے۔ کہ پاکستان کے عوام کشمیر کی آزادی کے مطالبہ سے ہرگز دست کش نہیں ہوں گے۔ ان کے نزدیک کشمیر کو چھوڑنا لاہور، کراچی یا ڈھاکہ کو چھوڑنے کے مترادف ہے۔ کشمیر کسی صورت میں پاکستان سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ صرف پچاس لاکھ عوام کا مسئلہ نہیں بلکہ عدل و انصاف، بین الاقوامی قانون، اخلاق، مذہب، عقیدہ اور جغرافیائی وحدت کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ جو ممالک پاکستان کی ہمنوائی کر رہے۔ وہ فی الحقیقت حق و صداقت اور انصاف کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور پاکستان کو ایسے دوستوں پر فخر ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے عوامی جمہوریہ چین، انڈونیشیا، ترکی، اور ایران کا خاص طور پر اور دوسرے ممالک کا بالعموم شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے بھارتی جارحیت کی مذمت اور حق و صداقت کی تائید کی ہے۔

پاکستان کے آئندہ طرزِ عمل کے بارے میں مسٹر بھٹو نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ پاکستان فقط اسی پالیسی پر عمل پیرا رہے گا۔ جس سے دس کروڑ پاکستانیوں کو فائدہ پہنچے۔ اور جو مظلوم کشمیری عوام کو، حق خود ارادیت اور آزادی کی نعمت سے ہمکنار کر سکے۔

پاکستان دُنیا کے سب ممالک سے دوستی کا خواہاں ہے۔ اُسے امن و آشتی عزیز ہے اور وہ یقیناً تمام بڑی طاقتوں سے بہترین اور دوستانہ تعلقات کا دل سے متمنی ہے۔ لیکن اُسے صدر ایوب خاں کے الفاظ میں دوستوں کی تلاش ہے آقاؤں کی ضرورت نہیں۔ اب یہی آواز ہماری خارجہ پالیسی کا محور اور بنیادی نعرہ ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں وزیر خارجہ نے امریکہ کے ساتھ کشیدگی کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کی ذمہ داری خود امریکہ پر عائد ہوتی ہے۔ جس نے پاکستان کا ایک حلیف ہوتے ہوئے بھی اس کے انتباہ کو بار بار نظر انداز کیا اور بھارت کو اندھا دھند فوجی امداد دے کر پاکستانی عوام کے اعتماد کو مجروح کیا۔ پس اگر امریکہ کی عالمی پالیسی بدل گئی ہے تو پاکستان کو بھی اپنی آزادی خود مختاری اور مفادات عزیز ہیں اور اسے حق پہنچتا ہے کہ اپنے تحفظ و بقاء کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایسے دوست پیدا کرے۔ جو دُکھ درد میں اس کے شریک ہوں۔

ظاہر ہے کوئی بھی ذی شعور اور صاحبِ عقل و فہم انسان پاکستان کے اس مؤقف کی معقولیت سے انکار نہیں کر سکتا اور یہی وہ صحیح راہِ عمل ہے جو اس صورت میں اختیار کی جا سکتی تھی۔ اسی نکتۂ نگاہ سے پاکستان نے عوامی جمہوریہ چین سے قابلِ فخر تعلقات استوار کئے ہیں۔ اور یہی وہ اندازِ فکر ہے جو اسے رُوس کے قریب لے جا رہا ہے اور یہ بات موجب اطمینان ہے کہ رُوس نے بھی تنازعہ کشمیر کا وجود تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس سلسلے میں مصالحت کرانے کی پیش کش کی ہے۔ خدا کرے پاکستان کو اس تگ و دو میں مزید کامیابی ہو۔ اور اس کی آواز اور زیادہ مؤثر ہو سکے۔

قابلِ قدر مشورہ

مسٹر عبد الکریم سومار نے قومی اسمبلی میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے معزز ممبروں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی تقاریر میں دوسرے ملکوں کی تاریخ، فلسفے اور غیر مسلم لیڈروں کی مثالیں دینے کی بجائے اسلام کی تاریخ اور فلسفے سے حوالے دیں۔ اور مشاہیر اسلام کی زندگیوں سے مثالیں دیا کریں۔ تاکہ قوم میں ملّی شعور بیدار ہو۔ اور اپنی تاریخ سے لگاؤ بڑھے۔

ہمارے نزدیک سومار صاحب کا یہ مشورہ نہایت قابلِ قدر مفید اور قومی و ملّی جذبات کا آئینہ دار ہے۔ اس سے قوم میں اسلاف سے محبت کا جذبہ اُبھرے گا۔ شجاعت و مردانگی خلوص و ایثار، جود و سخا اور قربانی کی صفات پیدا ہوں گی، اپنے ماضی کی روایات کو زندہ کرنے کا ولولہ تازہ ہوگا۔ بزرگوں کے کارنامے قلب و ذہن پر نقش ہو جائیں گے۔ اور اسلام کی محبت غیر شعوری طور پر رگ و ریشے میں سرایت کر جائے گی۔ موجودہ جنگ نے بھی یہ حقیقت ثابت کر دی ہے کہ عوام میں عزم و استقلال، جرأت و جان نثاری اور قربانی و ایثار کی جو رُوح، اعلانِ جہاد، اللہ اکبر کے نعروں اور علیؓ و خالدؓ اور طارقؓ کے کارناموں سے دوڑی وہ کسی اور صورت دوڑنا ممکن نہ تھی۔ یہ اسلام سے وابستگی اور شوقِ شہادت ہی کا فیضان تھا کہ عوام کے دلوں سے موت کا خوف نکل گیا۔ اور وہ ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر خدمتِ ملک و قوم میں مشغول ہو گئے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے دوران قربانی و ایثار کے سلسلے میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال بیان کر کے اچھی روایت قائم کی ہے۔ اور وہ اس کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ وزیر خزانہ دیگر اربابِ اقتدار، ارکانِ اسمبلی، اور ساری پاکستانی قوم کو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بھی اللہ کی طرف سے عطا ہو جائے

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

★ ☆ ★ ☆ ★

رب کعبہ کے سوا جھک نہ کسی کے آگے
دل سے محو اپنے بزرگوں کی روایات نہ کر
مشکلات اپنی اگر پیش ہی کرنی ہیں تجھے!
تو بجز بارگاہ قاضی حاجات نہ کر

☆ ★ ☆ ★ ☆

مجلسِ ذکر

بیکم شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء

زندگی اللہ کی یاد میں گذاریئے!

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالے

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

بزرگانِ محترم! یہ دنیا رنج و آلام کا گھر ہے جب تک اس دنیا میں ہیں غموں اور مصیبتوں سے پالا پڑتا ہی رہے گا۔ مشکلات و مصائب تو موت کے ساتھ ہی دُور ہونگے کیونکہ زندگی اور غم و آلام کے بندھنوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے ؎

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

ہاں اگر ذکر اللہ کا ذوق پیدا ہو جائے۔ انسان یادِ الٰہی میں شاغل رہنے لگے اور اس کا قلب ذکر و فکر کی حلاوتوں میں محو ہو جائے تو کوئی مصیبت اور پریشانی دل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ رنج و آلام کا سامنا ہوتا ہے۔ پریشانیاں اور مشکلات آتی ہیں۔ مگر قلب مطمئن رہتا ہے۔ اور ذاکر ان سب چیزوں کو دوست کا عطیہ سمجھ کر صبر و شکر اختیار کرتا ہے وہ ان کو سرے سے مصیبتیں سمجھتا ہی نہیں بلکہ نعمت خیال کرتا ہے۔ اور اُسے مصائب و آلام میں بھی ایک گونہ راحت نصیب ہوتی ہے۔ کثرتِ ذکر اللہ کا پہلا اثر ہی یہ ہوتا ہے کہ دل مخلوق سے ہٹنے اور خالق سے جُڑنے لگتا ہے۔ اور بالآخر "سب سے توڑ۔ رب سے جوڑ" کی عملی تصویر بن جاتا ہے اور بہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔ اس کے برعکس انسان جتنا دنیا کی طرف میلان کرے اتنا ہی اس میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ اور باوجود مال و دولت کی فراوانی کے رنج و آلام بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پریشانیاں پیچھا نہیں چھوڑتیں اور اطمینان و سکون رخصت ہو جاتے ہیں — اسی لئے بزرگ کہتے ہیں کہ دل کو دنیا کی محبت میں ہرگز ہرگز نہ پھنسانا چاہئے دنیا میں رہنا تو چاہئے۔ مگر دنیا سے دل نہ لگانا چاہئے۔ کیونکہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ یہاں جو بھی آیا اُسے ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہے اور یہ بھی پتہ نہیں کہ کب کسی کا بلاوا آ جائے اور اُسے جانا پڑے۔ اس لئے وقت کو غفلت میں نہ گذارنا چاہیئے۔ بلکہ اللہ کی یاد میں صرف کرنا چاہیئے ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ابھی ابھی مَیں صوفی صدیق صاحب کی والدہؒ کا جنازہ پڑھا کر آیا ہوں۔ وہ صبح اچھی بھلی تھیں کوئی بیماری وغیرہ نہیں تھی یکایک تکلیف ہوئی۔ اور چلتی بنیں۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے۔ آمین۔ اب آپ خود ہی سوچ لیجئے زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔ ایک دم کا پتہ نہیں۔ اگلا سانس بھی آتا ہے یا نہیں۔ . . . . تو پھر اس زندگی پر کیا اترانا۔ جس کا ایک پل کا بھی بھروسہ نہیں۔ لیکن یہاں دنیا میں لوگ ایسے پاؤں پسار کر بیٹھتے ہیں جیسے انہیں قبر کی آغوش میں کبھی جانا ہی نہیں ہے۔ بس دنیا ہی مطلوب، دنیا ہی مقصود اور دنیا ہی محبوب ہے اور یہی سوچتے ہیں کہ جو کچھ ہے سمیٹ لیں۔ حالانکہ دنیا کی حرص نہ ختم ہونے والی چیز ہے۔ اسے صرف قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔ اور وہاں یہ دنیا انسان کے کسی کام نہ آئے گی۔ اگر خاتمہ ایمان پر ہو گیا، نیک اعمال کا زادِ سفر ساتھ ہُوا تو بھلی گذر جائے گی ورنہ تا ابد جُوتے پڑتے رہیں گے۔ اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی برباد ہو کر رہ جائے گی۔

پس اے برادرانِ عزیز! وقت گذر رہا ہے۔ اور آپ کی زندگی ہر آن برف کی طرح پگھلتی اور گھٹتی جا رہی ہے۔ اس لئے وقت کو یونہی غفلت میں نہ گذاریئے۔ بلکہ اللہ کی یاد میں لگ جائیے۔ اور عبادت کی انتہا کر دیجئے۔ تاکہ آپ کا مقصدِ تخلیق پورا ہو جائے — دیکھئے! یہ شعبان کا مہینہ ہے۔ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے اور یہ رمضان کا مقدمہ ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھا کرتے اور رمضان کی تیاری فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس ماہ مبارک میں روزے رکھیں۔ اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر اپنے اندر رمضان المبارک کے فیوض و انعامات سے فائدہ اٹھانے کی استعداد پیدا کریں۔ پتہ نہیں آئندہ سال ہمیں یہ مبارک مہینے نصیب ہوں یا نہ ہوں اس لئے اسی سال نعمتوں سے جھولیاں بھر لو اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہو جاؤ۔

یاد رکھئے! یہ مہینے روحانیت کی فصلِ بہار کے مہینے ہیں۔ اس لئے ان کو ضائع نہ کرو۔ بلکہ اللہ کی رحمتوں سے دامن بھرو اور اسراف کر کے اللہ کے غضب کا نشانہ نہ بنو۔ یہ پٹاخے چلانا، چراغاں وغیرہ کرنا اور لہو و لعب میں وقت گذارنا خدا و رسول کی صریح نافرمانی اور فضول خرچی ہے۔ یہی پیسے جو آپ خلافِ شرع رسوم پر خرچ کرتے ہیں۔ اگر یتیموں، بیواؤں اور دینی مقاصد پر خرچ کریں تو اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہونگے اور تمہیں عند اللہ اس کا اجر ملے گا — ہمارا ملک کافروں سے برسرِپیکار ہے چنانچہ جو رقم آپ یونہی بیکار ضائع کریں گے اُسے دفاعی فنڈ میں دے دیں تو ملک و قوم کو بھی فائدہ ہوگا۔ اور اللہ و رسولؐ بھی راضی ہوں گے — لیکن آپ نفع کا سودا چھوڑ کر گھاٹے کی طرف جاتے ہیں۔ پیسے بھی ضائع کرتے ہیں اور آخرت کی بربادی بھی مول لیتے ہیں۔

یاد رکھئے! اسی پیسے سے نیکیاں خریدی جا سکتی ہیں اور یہ جنت میں لے جا سکتا ہے اور یہی پیسہ جہنم کا ایندھن بھی بنا سکتا ہے۔ اگر پیسہ کا صحیح مصرف کیا گیا۔ اسے اللہ جل شانہ کے راستہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر خرچ کیا گیا تو حسنات میں اضافہ ہوگا اور یہ جنت میں لے جائے گا۔ اگر اسی پیسہ کو لہو و لعب میں خرچ کیا، اس سے بُرے کام کئے، سینما اور تھیٹر دیکھے تو یہ جہنم کی راہ پر ڈال دے گا۔ اسلام نے مال پر زکوٰۃ بھی فرض کر رکھی ہے اگر زکوٰۃ ادا نہ کی گئی۔ تو یہی دولت جو دنیا میں بظاہر عیش و راحت کا باعث تھی۔ آخرت میں اذیت ناک عذاب کی صورت اختیار کر لے گی۔ قبر میں بھی تڑپائے گی اور حشر میں دکھوں اور دردناک تکلیفوں میں مبتلا کر دے گی، قبر میں سانپ بن کر ڈسے گی اور آخرت میں اسی مال سے داغ لگائے جائیں گے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔ آمین

آئیے ہم سب مل کر عہد کریں کہ ہم اپنی زندگی اور اپنے مال کو اللہ اور اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے پر صرف کریں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے آمین!

جمعہ خطبہ

۲۔ شعبان ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء

مسلمانوں کو
ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہیئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد !
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ٥ (پ ۲ س البقرہ آیت ۱۵۵)

ترجمہ : اور ہم تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے ۔ اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دو ۔

بزرگانِ محترم اس زندگی میں مصائب و آلام کا پیش آنا ۔ ہر شخص کے لئے لازم ہے ۔ لیکن مسلمان کو جو بھی مشکلات اور پریشانیاں آتی ہیں ۔ وہ آزمائش و امتحان کے لئے ہوتی ہیں اور اس سے اس کے درجات میں بلندی ہوتی ہے، ثواب ملتا ہے ، کئی بڑی آفات ٹل جاتی ہیں اور بالآخر وہ کامیاب و کامران ہی رہتا ہے ۔ بشرطیکہ وہ صبر سے کام لے اور دامنِ ثبات و استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑے ۔

مقصد یہ ہے کہ حوادث و مشکلات اور مصائب و آلام مسلمان کے لئے آزمائش و امتحان کا درجہ رکھتے ہیں ۔ اور ان سے دوچار ہونے پر اسے بزدلی اور کمزوری نہ دکھانی چاہیئے ۔ بلکہ صبر سے کام لینا چاہیئے ۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی رضا کے ساتھ خوش رہتے ہوئے اس کے احکام کی تعمیل میں لگے رہنا چاہیے ۔ اب یہ آزمائشیں اور امتحان کن کن صورتوں میں ظاہر ہوں گے تو اس کے متعلق آیتِ مذکورہ بالا میں بتلایا گیا ہے کہ دشمن کا خوف حق گوئی پر قید و بند اور نظر بندی کا خطرہ ، جلاوطنی اور اسیری کا ڈر ، خشک سالی ، قحط ، خوراک ، اور دوسری ضروریاتِ زندگی کی قلت ، اموال و جائیداد اور معاش و روزگار میں کمی ، یار و مددگار عزیز و اقارب اور بھائی بندوں کا اللہ کی راہ میں کٹ جانا ، اللہ اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں اپنے رشتہ داروں ، مال و اموال اور جگر کے ٹکڑوں کو فنا ہوتے ہوئے دیکھنا ، میووں ، پھلوں ، اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کی قلت وغیرہ ' اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ ظاہر ہے ایک مسلمان کا ان تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کے ذریعے وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائے گا ، اس کی ثابت قدمی اور صبر کو دیکھا جائے گا ، کیونکہ صابرین کے زمرہ میں داخل ہونا اور قربِ الٰہی حاصل کرنا کچھ سہل نہیں ۔ بلکہ جان جوکھوں کا کام ہے ۔ چنانچہ مُرشدی و مولائی ۔

حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ العزیز

نے آیت مذکورہ بالا کے حاشیہ میں اسی لئے تحریر فرمایا ہے :-

" قربِ الٰہی کے لئے جس وقت قدم اٹھاؤ گے اور نصرت و اعانت کے لئے دروازۂ الٰہی پر ہاتھ پھیلاؤ گے تو پہلے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جاؤ گے ۔ جو لوگ امتحان میں کامیاب نکلیں گے ۔ انہیں بشارت دی گئی ہے کہ وہ ضرور منزلِ مقصود پر پہنچا دیئے جائیں گے ۔

حاصل یہ نکلا کہ اسلام پر قائم رہنا اور اللہ تعالیٰ کا بول بالا کرنے کی کوشش کے دوران بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں لیکن صبر کا تقاضا اور مسلمان کا فرض یہی ہے کہ وہ غم زدہ اور دل برداشتہ ہونے کی بجائے اپنے مقصد کی دھن میں سرگرم رہے ۔ اسے حاصل کرنے کا خیال اپنی پوری قوت سے قائم رکھے اور ہر آن اپنے مقصود کی طرف بڑھتا چلا جائے ۔

صبر کرنے والوں کی نشانی !

قولہٗ تعالیٰ ! اَلَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ٥ (پ ۲ س البقرہ آیت ۱۵۶)

ترجمہ :- وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ۔ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔

حاصل یہ نکلا کہ صبر کرنے والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہر مصیبت کے وقت یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔

تین سبق

اس آیت سے ہمیں تین سبق ملتے ہیں ۔ پہلا یہ کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں ۔ ہم خود بھی اور ہماری ہر شے بھی اللہ ہی کا مال ہے ۔ بیوی بچے ، مال ، جائیداد ، وطن خاندان اور جسم و جان سب اللہ کی امانت ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی ہماری اپنی نہیں ۔ اور اگر سوچا جائے تو درحقیقت انسان کے رنج و غم اور درد و حسرت کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی محبوب چیزوں کو اپنی سمجھتا ہے ۔ جب دماغ سے یہ نکال دیا جائے اور باور کر لیا جائے کہ جو چیز ہے سب اللہ کی ہے تو پھر رنج و ملال کا موقع ہی نہیں رہتا ۔ پس لازم ہے کہ ہر کٹھن وقت اور مصیبت کے موقع پر یہی کلمہ دہرا دیا جائے کہ اپنا کچھ نہیں سب اللہ کے لئے ہے اور سب کو اسی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ رنج و آلام اور مصیبتیں خواہ کتنی ہی بڑی ہوں ، سب آنی جانی ، فانی اور عارضی ہیں ۔ یہ ختم ہو جائیں گی ، دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح فنا کی آغوش میں چلی جائیں گی اور انسان کو انہیں چھوڑ کر مالکِ حقیقی کی خدمت میں حاضری دینی ہوگی اس لئے ان سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے

تیسرا سبق یہ ہے کہ یہ مصیبتیں اور آزمائشیں یوں ہی بیکار نہیں ہیں ۔ ان کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے ۔ جو انہیں صبر سے برداشت کر گیا حق پر ثابت قدم رہا ۔ اور جس نے مقصد حقیقی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا ۔ اسے اس استقامت کا اجر مل کر رہے گا ۔

اب جو شخص یہ تینوں اسباق ذہن نشین کر لے گا اور ان عقائد کو جس قدر زیادہ مضبوطی سے اپنا لے گا ۔ اسی قدر زیادہ سکون و اطمینان سے ہمکنار ہو گا ۔

پس ہمیں چاہیے کہ ان اسباق کو اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھا لیں تاکہ یہ دل پر نقش ہو جائیں اور صبر کا تعلق بھی دل سے ہے ۔ لیکن انا للہ و انا الیہ راجعون کے کلمہ زبان سے ادا کرنے میں یہ فائدہ ہو گا کہ زبان دل کی ساتھی ہو جائے گی اور اس سے

قوت و طاقت ملے گی۔ یہی وجہ ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف پر بھی انا للہ و انا الیہ راجعون فرمایا کرتے تھے۔

صبر کا اجر

قولہ تعالیٰ:- أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۰ (پ ۲ آیت ۱۵۷)

ترجمہ:- یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی جن لوگوں نے (مذکورہ) مصائب پر صبر کیا اور کفرانِ نعمت نہ کیا بلکہ ان مصائب کو وسیلۂ ذکر و شکر بنایا تو ان کو اے پیغمبر ہماری طرف سے بشارت سنا دو۔

حاصل یہ نکلا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبر کرنے والوں کا اجر بہت بڑا ہے۔ دنیا و آخرت میں ان پر ہماری خاص عنایتیں ہوں گی، ہم اپنی خاص نعمتیں ان پر بھیجیں گے اور ہماری مہربانی ان پر جاری رہے گی۔ اس لیے انہیں حق کے مخالفوں کی مخالفت سے خوف کھا کر پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے بلکہ ان آزمائشوں میں پورا اترنا چاہیے اور اس راہ پر چلتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سیدھی راہ ہے اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تک کامیابی کے ساتھ پہنچ جائیں گے۔

برادرانِ اسلام! مذکورہ بالا تینوں آیاتِ قرآنی کا لب لباب یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایمان کی پختگی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا امتحان لینے کے لئے ان کی آزمائشیں ہوا کریں گی۔ انہیں طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں پہنچیں گی۔ دشمن کی مخالفت کا خوف ہو گا، حق گوئی کی پاداش میں اذیتوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ حق کی حفاظت میں باطل سے ٹکرانا ہو گا، قحط فاقہ، جان و مال کا نقصان، گھربار سے ہجرت اور کھانے پینے کی چیزوں کی کمی کی تکلیف جھیلنی پڑے گی۔ ظاہر ہے ان مصائب کی وجہ سے انسان لالچ، حرص اور طمع میں آ کر حق سے بھٹک سکتا ہے۔ خالقِ لایزال اور مالکِ حقیقی سے نظریں ہٹا کر مخلوق کی طرف لگا سکتا ہے۔ اور اللہ ربُّ العزت کی بجائے غیر اللہ سے امیدیں باندھ سکتا ہے۔ اس لئے جو لوگ ثابت قدمی دکھائیں گے۔ ہر قسم کی مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ اللہ کا نام اور اللہ کا دین بلند کرنے کا مقصد نہ چھوڑیں گے۔ شرکِ خفی اور شرکِ جلی سے بچیں گے اور استقلال سے توحید پر ڈٹے رہیں گے۔ صابروں کے زمرہ میں شامل ہوں گے اور ان کی زبانوں سے یہی کلمہ جاری ہو گا کہ ہم اور ہماری ہر چیز اللہ کے لئے ہے اور انجام کار ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اگر اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتے ہوئے ہمیں یا ہماری ان چیزوں کو نقصان پہنچے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا بہتر سے بہتر بدلہ دینے پر قادر ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ان باتوں کا صلہ اپنے فضلِ خاص سے ضرور عطا فرمائے گا۔

غرضیکہ اسی قسم کے سچے اور برگزیدہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ثابت قدم رہنے اور صابر و شاکر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں آزمائشوں کے بغیر ہی اپنی رحمتِ خاص سے نوازے۔ اور ہماری کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچائے (آمین یا الٰہ العالمین)

بہترین جنگ اور جنگ کی سب سے مؤثر چال

عبدالکریم، مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی

یہ مضمون جہاد نمبر کے لئے بھیجا گیا تھا۔ لیکن ادارہ کو مذکورہ نمبر کے شائع ہو جانے کے بعد موصول ہوا۔ اس لئے زیر نظر شمارہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

ہر مجاہد کو جان لینا چاہئے کہ میدانِ کارزار کو سر کرنے کا سب سے بہتر، قطعی اور یقینی ہتھیار ذکر اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ ۱۰- رکوع ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کو کسی جماعت (لشکر) سے مقابلہ کا اتفاق ہو۔ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

بنا علیہ مجاہد کا فرض ہے کہ وہ ہردم اور ہر قدم ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

ذکر اللہ کی تین اقسام! ذکر اللہ کی تین رتبیں ہیں۔ ذکر لسانی، ذکر جنانی اور ذکر ارکانی۔

ذکر لسانی کا مطلب ہے۔ زبان سے ہر وقت اللہ کا نام لینا اور ہر ہر موقع پر وہ دعائیں پڑھنا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے مواقع پر احادیث صحیحہ میں منقول و ماثور ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے "زمانۂ جنگ کی دعائیں" مؤلفہ جناب عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائل پور کا مطالعہ انشاء اللہ کافی ثابت ہو گا۔

ذکر جنانی یا ذکر قلبی یہ ہے کہ دل میں ہر وقت اللہ کریم پر اعتماد ہو۔ اس کی غیبی نصرت اور امداد کی امید اور انتظار ہو۔ خدانخواستہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو دل میں پختہ یقین ہو کہ اس میں بھی اس محسن حقیقی کی بہت بڑی حکمت ہو گی جس تک میری سمجھ کی رسائی نہیں ہے۔

ذکر ارکانی سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں آنکھ، کان وغیرہ سب اعضاء و جوارح اور جوڑ جوڑ کو مجاہد اللہ کی فرمانبرداری میں لگا دے اور کسی جوڑ اور عضو سے رب مہربان کی نافرمانی نہ کرے۔ اور اگر بشریت کی وجہ سے کچھ بھی غفلت اور گناہ ہو جاوے۔ تو فوراً اس پر شرمندہ اور پشیمان ہو کر بارگاہ صمدیت میں سچے دل سے توبہ کر لے — ذکر کے اس قسم کے محاذ پر خاص طور پر خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ دشمن کی کوئی طاقت مسلمان کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی جتنا کہ اللہ کی نافرمانی۔

اس سلسلہ میں ہم فاتح روم و ایران شہنشاہ تیغ و سنان امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان زریں ہدایات کو کسی تمہید و تشریح کے بغیر نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو آپ نے سپہ سالار افواج اسلام حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ارسال فرمائی تھیں جو اس قابل ہیں کہ ہر غازی و مجاہد اسے نوک زبان یاد کر لے انہیں حرز جان بنالے اور ہر صبح دورِ قرآن مجید کی طرح دو دو مجاہد آپس میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو سناتے رہیں — اس کی چھ دفعات ہیں۔ اور یقیناً اس شش نکاتی منصوبہ کی ایک ایک دفعہ فوجی دنیا کے لئے مسلّم ہے۔

سپہ سالار اسلام کے نام فاتح روم و ایران شہنشاہِ تیغ و سناں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

اہم پیغام

۱- میں تم کو اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں۔ کیونکہ خدا کا خوف دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار اور جنگ کی سب سے مؤثر چال ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خدا کی راہ میں جہاد

نجمہ صابری

خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں نیکی پھیلانے کا حکم دیا۔ اور برائی سے بچنے کی تاکید کی یہ بھی کہا کہ "جب باطل حق پر غالب آ جائے تو حق کا بول بالا کرو"

حق کے شیدائی شمع حق کو بچانے کے لئے ہمیشہ اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ جب بھی باطل نے حق کو کچلنا چاہا۔ حق کے پروانوں نے باطل کا خاتمہ کر دیا۔

جب بھی دنیا میں معرکہ حق و باطل گرم ہوا۔ حق کی جیت ہوئی۔ نیکی تو خداوند کریم کا وہ نور ہے جو کبھی خود بدی کی جانب نہیں جھکتا۔ اس نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ برائیوں کو کبھی نہ چھیڑے اور کوئی برا قدم نہ اٹھائے۔

لیکن جب بدی، جب باطل، جب کفر نیکی کی جانب، حق کی جانب، اسلام کی جانب بڑھا اس کو کچل دینا چاہا۔ تو پروردگار نے اپنے کلام میں صاف طور پر فرما دیا۔

"جب دشمن اہل اسلام کو ظلم کو نشانہ بنائے دشمن لوگوں کو راہ خدا پر چلنے سے روکے، دشمن عہد یا غداری کا مرتکب ہو یا اس کی منافقت عیاں ہو جائے۔ فتنہ اور فساد پیدا کرے۔ تو مسلمانوں کی بخیریت اسی میں ہے کہ مل کر فتنہ پرور قوتوں کے خلاف جنگ کریں۔ اس جنگ میں ان کے لئے زندگی کا سامان ہوگا" (انفال)

اپنے ملک کی حفاظت کے لئے، دشمن کو کچلنے کے لئے، منافقت کا سر کچلنے کے لئے، فتنہ و فساد ختم کرنے کے لئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ "وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں"

جب ملک میں یہ حالت رونما ہو جائے کہ اب خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اصول کے موافق میدان جنگ کی طرف چلنا ناگزیر ہے تو پھر تم دیر مت کرو بلکہ حق کا بول بالا کرنے کے لئے، باطل کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہو۔ تمہیں خدا اور رسول پکارے تو تم فوراً ان کی آواز پر لبیک کہو۔ جب تم کو خدا اور اس کے رسول کی جانب سے بلاوا آ دے تو:۔

پروردگار فرماتا ہے۔

"اولاد کی محبت اور نقصان جان و مال کا اندیشہ قطعاً راہ میں حائل نہ ہو"

ایسے موقعوں پر اولاد اور مال کی محبت آزمائش بن کر سامنے آتی ہے اس آزمائش میں جو ناکام ہو اس کا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہے۔ (انفال)

مسلمان جب یہ دیکھیں کہ دشمن کی فوج سامنے کھڑی ہے اور ہم چند مسلمان اس کے مقابلے کے لئے ہیں تو اس کو ہراساں نہ ہونا چاہیئے۔ جو خدا کی راہ میں لڑتے ہیں۔ خدا کی مدد ان کے لئے آتی ہے۔

پروردگار فرماتا ہے۔

اگر دشمن ملک پر چڑھ آئے تو اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کو نہ دیکھو۔ بارہا قلیل فوجیں کثیر فوجوں پر غالب آئی ہیں۔ تم نیکی کے جذبے کو لے کر اٹھو تو کوئی وجہ نہیں کہ فتح تمہارا ساتھ نہ دے۔ تمہاری اس فتح سے جیسا کہ بدر کی جنگ میں ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ دو کام لے گا ایک تو دنیا پر واضح ہو جائے گا کہ حق ظاہری طور پر کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو بالآخر ظفر مند ہوتا ہے۔ یہ ثبوت حق کی ایک کھلی دلیل ہوگی اور دوسرے یہ فتح تمہارے لئے خدائی نعمتوں کے دروازے کھول دے گی۔ (انفال)

جب معرکہ حق و باطل گرم ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ پہلے دشمن سے صلح کے تمام طریقے اختیار کرے اگر وہ نہ مانے تو مسلمانوں کو بے خوف و خطر جنگ میں کود جانا چاہیئے۔

پروردگار کا ارشاد ہے:

مسلمان جب صلح کے تمام طریقے آزما چکیں اور بالآخر تلوار سے تلوار بھڑانا پڑے تو بے جگری سے لڑیں اور دشمنوں کا بند بند کاٹ دیں۔ (انفال)

پروردگار ایک موقع پر پھر ارشاد فرماتا ہے۔

جب دشمن ہتھیار نہ ڈالے بازار قتال کی گرمی بڑھاتے چلیں۔ فساد کے کارندے اچھی طرح دھن جائیں تو جہنمی فتنوں سے باز آئیں گے۔ (انفال)

پھر ارشاد ہوا۔

"مسلمان اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک دشمن فتنہ و فساد سے باز نہیں آتے اور مذہبی امور سے خود ساختہ تبدیلی نہیں اٹھاتے تو وہاں دشمن سر ڈال دے تو مسلمان بھی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیں" (انفال)

اور اب پاکستان کی پاک سرحد پر دشمن ٹوٹ پڑے ہیں وہ مسلمانوں کے ایمانوں سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے مسلمانوں کو خدا اور اس کے رسول کی پکار پہنچ رہی ہے تو مسلمانوں کو خدا اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہہ کر جنگ کی دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑنا لازم ہے تو باطل کا خاتمہ کر کے حق کا بول بالا کرنا فرض اولین ہے۔ مسلمان تو اس قوم کے فرزند ہیں جن کے کان پیدائش کے بعد یہ الفاظ سنتے ہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

ان کے دل تو نعرہ حق سے معمور ہوتے ہیں ان کی زبانیں تو ہر وقت اسی بات کی گواہی دیتی ہیں۔ ان کے دلوں کی دھڑکنیں ہر وقت صدائیں دیتی ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ تو اس رسول کی امت ہیں جس نے کفار کے لشکر عظیم کو چند مسلمانوں کے ساتھ مل کر شکست فاش دی تھی۔ اس قوم کے عزائم بہت بلند ہیں۔

ان کے بازوؤں میں زور حیدری ہے۔

ان کی شمشیروں میں طاقت جعفر ہے۔

اس قوم نے فاتح خیبر سے درس جنگ لیا ہے۔

اس قوم کے فرزندوں کو معلوم ہے کہ "جنت تلواروں کے سائے میں ہے"

فرزندان اسلام جانتے ہیں کہ جہاد کا درجہ بہت بلند ہے۔ کیوں کہ ان کے نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ

"میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہو اور اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے اس بات کی ذمہ داری لی ہے کہ اس کو موت دے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا۔ یا اسے ثواب اور (مال) غنیمت کے ساتھ زندہ لوٹائے گا"

خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ جب وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ تو زندہ جاوید کہلاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا رزق مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کا مقام بہشت ہوتا ہے اور جب جہاد سے واپس زندہ آتا ہے تو غازی کہلاتا ہے

خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ "کوئی عبادت جہاد سے بہتر نہیں"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

باقی صفحہ ۱۴ پر

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی ۔ شیخوپورہ

اِسلام اُور جہاد

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہو، ہر وقت نماز پڑھتا رہتا ہو۔ اور حق سبحانہ کی آیات کا پورا پورا فرمانبردار ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے۔ ایک ایسا شخص جو خدا کی راہ میں زخمی ہوا قیامت کے روز اس ہیئت اور صورت میں آئے گا جو حالت اس کی اس دن تھی جس دن وہ زخمی ہوا تھا اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہو گا مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہو گی۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ مجھے یہ بات بہت پیاری ہے کہ میں خدا کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔ پھر لڑوں تو بھی قتل کر دیا جاؤں، پھر لڑوں تو پھر قتل کر دیا جاؤں۔ شہید کے تمام گناہ (سوائے حقوق العباد کے) مُعاف کر دیئے جاتے ہیں۔ شہید کے قتل ہونے سے صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی ایک کو پسّو یا مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے جو شخص ایسی حالت میں مر گیا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ جہاد کا خیال و شوق اس کے دل میں پیدا ہوا ہو تو اس کی مَوت منافقت پہ ہو گی۔

جس شخص نے خود جہاد کیا اور نہ کسی مجاہد کو سامان جہاد سے امداد کی نہ کسی مجاہد کے بال بچوں کے ساتھ اس کی عدم موجودگی میں نیک سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مرنے سے پہلے ہی سخت مصیبت میں گرفتار کرے گا۔

جنت میں پہنچنے کے بعد شہیدوں سے سوال کیا جائے گا کہ اب تمہیں کس چیز کی خواہش ہے۔ یہ سوال ان سے تین دفعہ پوچھا جائے گا تو وہ عرض کریں گے کہ ہمارے رب! ہم کو پھر ہمارے دنیاوی جسموں میں واپس کر دیا جائے تاکہ ہم پھر تیرے راستہ میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حصول رضوان ابو حیان نے لکھا ہے کہ رحمت ایمان پر مرتب ہے۔ ایمان نہ ہو تو آخرت میں خدا کی رحمت اور مہربانی سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ اور رضوان جو بہت ہی اعلےٰ مقام ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے۔ مجاہد فی سبیل اللہ تمام نفسانی حظوظ و تعلقات قائم کر کے خدا کے راستے میں جان و مال نثار کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انتہائی قربانی پیش کرتا ہے لہٰذا اس کا صلہ بھی انتہائی ہونا چاہیئے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کا مقام ہے۔

باقی ہجرت وہ خدا کے لیے وطن مالوف اور گھر بار چھوڑنے کا نام ہے اس لیے مہاجر کو خوشخبری دی گئی کہ تیرے وطن سے بہتر وطن اور تیرے گھر سے بہتر گھر ملے گا۔

اگر خدا و رسول کے احکام کی بجا آوری اور ہجرت یا جہاد کرنے میں یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ برداری چھوٹ جائے گی اموال تلف ہو جائیں گے، تجارت مندی پڑ جائے گی، آرام کے مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا تو پھر خدا کی طرف سے سزا کا انتظار کرو جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پہ آنے والا ہے۔

جس نے اللہ کے لیے جان دی وہ دوسرے جہان میں جیتے ہیں مگر تم کو ان کی خبر اور اس کی کیفیت معلوم نہیں اور یہ سب صبر کا نتیجہ ہے۔

ماحصل کلام جس طرح پاکستان اور کشمیر کے مجاہدین نے اس جنگ میں اپنی بہادری جان نثاری کے کارنامے دکھلائے ہیں اور عوام نے عطیات پیش کئے ہیں آئندہ بھی سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا کی مدد اور حمایت پہ بھروسہ کر کے جہاد کریں۔ کفار کی کثرت اور اسلحہ سے مرعوب نہ ہوں مسلمان اگر تھوڑے بھی ہوں گے تو خدا کی رحمت سے دس گنے دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان کی لڑائی محض خدا کے لیے ہے وہ خدا کو اور اس کی مرضی کو پہچان کر میدان جنگ میں یہ سمجھ کر قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستہ میں مرنا اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیوں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب، اور اعلائے کلمۃ اللہ اور مظلوم مسلمانوں کی حفاظت کے لیے جو تکلیف بھی اٹھاتا ہوں وہ فی الحقیقت مجھ کو دائمی خوشی اور ابدی مسرت سے ہمکنار کرنے والی ہے مسلمان جب یہ سمجھ کر جنگ کرتا ہے تو تائید ایزدی مددگار ہوتی ہے اور موت سے وحشت نہیں رہتی۔ اسی لیے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔

اگر قوموں اور جماعتوں میں باہمی کشمکش اور مدافعت نہ ہوتی اور ہر جماعت اپنی اپنی حالت میں بعد منازعت چھوڑ دی جاتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ دنیا ظلم اور فساد سے بھر جاتی اور حق و عدالت کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ پس یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہے کہ ایک قوم کا ظلم دوسری قوم کے

باقی

جہادِ کشمیر

خادم کیتھلی

کون جانے کیا ہے اے مسلم تری تقدیر میں
یہ وہ گتھی ہے سُلجھ سکتی ہے جو کشمیر میں

کفر و باطل برسرِ پیکار ہیں اسلام سے
دیکھنا ہے کتنے جوہر ہیں تری شمشیر میں

رُوحِ خالد آج بھی پیغام دیتی ہے تجھے
تیری نُصرت ہے نہاں اک نعرۂ تکبیر میں

ہے جہادِ فی سبیل اللہ ہم پر فرضِ عین
اور جہادِ فی سبیل اللہ ہے کشمیر میں

اے خدا توفیق دے خادم کو بھی تبلیغ کی
کہ اثر اس کی ہراک تقریر میں تحریر میں

سالاری، پانی پتی

استحکام پاکستان

نماز۔ زکوٰۃ۔ قومی مفاد۔ صنعت کار۔ کاشت کار۔ قومی رضاکار۔ فوجی ٹریننگ

استحکام پاکستان ان سات چیزوں پر منحصر ہے قبل اس کے کہ ان کے متعلق کچھ عرض کیا جائے نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ایک ہلکی نظر ان واقعات پر بھی ڈال دی جائے۔ جن واقعات کے تحت ہمارا پاکستان عالم وجود میں آیا تھا۔ دنیا جانتی ہے کہ ایک نعرہ لگا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ ۔ جس کے معنی یہ تھے کہ ہمیں ایک خطۂ زمین چاہیئے۔ جس میں اللہ کے قوانین نافذ کر سکیں ۔۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر اپنی زندگیاں بسر کر سکیں۔ یہی نعرہ پاکستان بننے کا سبب بنا۔ دنیا کو معلوم ہے کہ یہ قصر پاکستان لاکھوں مسلمانوں کی تڑپتی اور سسکتی ہوئی لاشوں پر بنا ہے۔ اور اس کی تعمیر میں پانی کی بجائے مسلمانوں کا مقدس خون کام آیا۔ ظاہر ہے۔ کہ جو چیز اس قیمت پر حاصل کی جائے۔ اس کی قدر و قیمت بہت ہی اونچی ہوگی۔ مسلمانوں کی سرزمین پاک سے محبت اور اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان چونڈہ (سیالکوٹ) کی ٹینکوں کی لڑائی میں بھی کامیاب و ظفر مند ہوا ہے۔ حالانکہ بھارتی درندے مسلمانوں کی تعداد سے چھ گنا زیادہ تھے۔ اور ان مکاروں نے ۶ر ۷ر تاریخ کو بیک وقت تمام بارڈروں پر حملہ کر کے مسلمانوں کو شکست دینے کا منصوبہ بنایا ہوا تھا۔ مگر جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ اللہ تعالےٰ نے رکھا اور دشمن کی چھاتی پر دندنانے کے لئے رکھا۔ آج کثرت اقلیت سے پٹ چکی ہے۔ اور یہ فضل ربی ہے۔ اس کامیابی کے سلسلہ میں ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ۔۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ

نماز کو جاندار بنایا جائے۔ نہایت خشوع وخضوع سے ادا کی جائے ۔۔ یہ مسلمانوں کا ایک ایسا کامیاب ہتھیار رہے کہ جو ہر آڑے وقت میں کام آتا ہے۔ اسی کے بل پر مسلمان ۳۱۳ ہو کر بھی ۱۰۰۰ سے بھڑ جاتا ہے۔ مسلمان میں ایک جذبہ ہے کہ مرے تو شہید اور بچے تو غازی۔ یہی جذبہ اُسے موت سے آنکھ ملانے پر تیار کرتا ہے۔ نماز ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں کام آتا ہے آؤ سر بسجود ہو کر کہیں۔ "الٰہی! پاکستان کو اور زیادہ عظمت و شرف عطا فرما۔ سرمایۂ پاکستان کو محفوظ رکھ اور کشمیر کی مظلوم بھیڑوں کو بھارت کے ظالم درندوں سے بچا"۔ یاد رکھیئے کہ ظلم کے بت ٹوٹ جانے والے ہیں۔ مظلوم کشمیر آزاد ہوگا اور ملک میں ہر سُو پُر بہار فضا اور ہوا چلے گی اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے)، وہ یقیناً کمزور کشمیر کو ظالم درندوں کے چنگل سے بچا سکتا ہے۔

زکوٰۃ یہ ایک اسلام کا فریضہ ہے۔ مگر آج مسلمان اس سے بچنے کے لئے ہزار جتن کرتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر آج مسلمان عہد کر لے کہ وہ پوری زکوٰۃ اپنے مال سے نکالے گا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوگا کہ اللہ راضی ہو جائے گا کہ میرے بندے میرے حکم پر چل رہے ہیں۔ دوسرے آپ کا محبوب پاکستان جس کو آج روپے کی ضرورت ہے۔ اس رقم سے پریشان حال اور مجروحین کی مدد کر سکے گا۔ اس کے علاوہ سامان حرب وضرب سے لیس ہو کر دشمن کے دانت کھٹے کر دے گا۔ تاجر اور صنعت کار اگر شریعت پر آمادۂ کار ہو جائیں تو انشاء اللہ کچھ دنوں میں ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ اس زکوٰۃ سے بیت المال مستحکم بنیادوں پر استوار ہوگا۔ اور یہ استواری پاکستان کی بقا اور اللہ کی رضا کی ضامن ہوگی۔ تاجروں کا مال طیب اور پاک ہو جائے گا۔ جس سے صالح خون، صالح جذبہ، صالح ایمان پیدا ہو کر ملک و ملت کے ہاتھ مضبوط کر دے گا۔ زکوٰۃ کی رقم حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔ اور اپنی تحویل میں مظلوم کشمیریوں اور سرفروش پاکستانیوں پر صرف کرے۔ جو کشمیر کی آزادی اور اپنی بقا کے لئے بھارتی درندوں سے برسرپیکار ہیں۔ ورد زبان کا نعرہ ہے ؎

اٹھو گرفتِ گرگ سے کراؤ میش کو رہا
لگاؤ اُٹھ کے نعرہ لا الٰہ زندہ باد کا
مجاہد اٹھو کہ وقت آگیا جہاد کا

قومی مفاد قوموں کی زندگی قومی مفاد سے وابستہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ قادسیہ کی جنگ میں ایرانی سطوت کے تابوت میں مسلمانوں نے کیل ٹھونک دی تھی۔ اور جس طرح یرموک کے کنارے روم کا اقتدار دفن کر دیا گیا تھا۔ آج بھی مکار بھارت کے تابوت میں کیل ٹھونکی جا سکتی ہے اور بھارت کا اقتدار جمنا کے کنارے دفن کیا جا سکتا ہے۔ مگر کب؟ جب کہ ہم عہد کریں کہ ذاتی مفاد کی لہروں میں نہ بہیں گے اور قومی مفاد پر مر مٹنے کو نشان زندگی اور حیاتِ جاوداں سمجھیں گے۔ اصولِ جمہوریت و حریت اور مساوات عدل عمرانی پر قائم رہ کر مظلومین کی حمایت کریں گے اور اپنی انفرادی زندگیوں کو قومی اجتماعی زندگیوں میں سمو دیں گے۔ ہمارا مقصد اعلیٰ شریعت کی پابندی تقوےٰ کی پاسداری، مظلومین کی حمایت ہوگا اور اللہ کی رضا کے لئے جذبۂ شہادت کا جام چھلک رہا ہوگا۔ جس کا بار بار اعلان ہو رہا ہے ؎

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید کا جو ہے لہو وہ قوم کی زکوٰۃ ہے
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں
حیات اگر حیات ہے تو موت بھی حیات ہے

صنعت کار! اس وقت ہمارا ملک بھارتی درندوں سے دوچار ہے۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ وہ سترہ روزہ جنگ میں نڈھال ہو گیا ہے۔ مگر دشمن کو نڈھال نہ سمجھئے وہ مکار ہے۔ اور حیلہ و فریب میں ماہر ہے ۔۔ بہرکیف کچھ بھی ہو ہمارا اللہ پر بھروسہ ہے۔ وہی ہمارا حامی و ناصر ہے۔ ہمارے ملک کو جنگ جاری رکھنے کے لئے ایسے صنعت کاروں کی بھی ضرورت ہے جو نہ صرف اپنے ملک کے لئے بلکہ مظلوم کشمیریوں کے لئے بھی کپڑا مہیا کر سکیں۔ الحمد للہ کہ یہ گروہ بیدار ہے اور زمانہ کے تقاضوں سے بھی غافل نہیں اپنے ملک کی ضرورت بفضل تعالےٰ بدرجہ اتم پوری کر رہا ہے اور توقع ہے کہ کم منافع پر مال کی عوام کو سپلائی زندگی میں ایک خوش گوار جذبہ پیدا کر دے گی۔

کاشتکار! اس کے علاوہ ہمارے ملک کو ان کاشتکاروں کی بھی ضرورت ہے۔ جو زمین سے زیادہ سے زیادہ غلہ اُگا سکیں اور ان لوگوں کو دے سکیں جو حق و انصاف کی خاطر خون کی ہولی کھیل رہے ہیں اور مظلوم کشمیری بھائیوں کے لئے سر اور دھڑ کی بازی لگا چکے ہیں

رضاکار! ہمارے ملک کو قومی رضاکاروں کی بھی ضرورت ہے ۔۔ جو رضاکارانہ طور پر ملک و ملت کے لئے محاذ جنگ پر پہنچ کر مجروحین اور مظلومین کے کام آ سکیں۔ اور اس طرح اپنا اور اپنے ملک کا نام دنیا میں روشن کر سکیں۔ الغرض یہ ایک ایسی جنگ ہے جس میں تمام پاکستانی حصہ لے رہے ہیں۔ سوز یقین اور تیغ خودی کو صیقل عشق پر چڑھا کر موت کو زندگی سمجھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ کسان پاکستانی فوج کے لئے غلہ اگا کر ۔۔

باقی ص۱۱ پر

عبدالجلیل انصاری ۔ کوٹ ادو

ایوانِ کفر میں حضرت عبادہؓ کا مجاہدانہ نعرہ

مصر کی فتح پر حضرت عمروؓ بن عاص مقرر تھے مجاہدین روز بروز دشمن کے علاقہ پر قبضہ کرتے جا رہے تھے ۔ مقوقش شاہ مصر نے تنگ آکر حضرت عمروؓ بن عاص کے پاس دو سفیر روانہ کئے اور ایک خط انہیں دیا جس میں لکھا تھا ۔ کہ تم لوگوں نے شدید غلطی کی جو ہماری طاقت اور اپنی کمزوری کا اندازہ کئے بغیر مصر میں چلے آئے تمہارے پاس ہم سے لڑنے کی کوئی وجہ نہ تھی ۔ اب جو فتوحات تمہیں حاصل ہو چکی ہیں ممکن ہے انہوں نے تم کو مغرور کر دیا ہو لیکن ہمارے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں میں تن تنہا نہیں ہوں ۔ بلکہ شہنشاہ روم کی پوری طاقت میری پشت پر ہے ۔ تم ملک میں گھس تو آئے ہو لیکن پچھتانا پڑیگا عنقریب ایک رومی لشکر ہر قسم کے ساز و سامان سے آراستہ ہو کر یہاں پہنچنے والا ہے ۔ چونکہ تمہاری تعداد اس کے مقابلہ میں دسواں حصہ بھی نہیں ہے اس لئے یقیناً تم پہلے تصادم میں فنا ہو جاؤ گے مناسب یہی ہے کہ لشکر آنے سے پہلے تم مصالحت کر کے واپس چلے جاؤ ورنہ پھر کبھی گفتگو کا بھی موقعہ نہ رہے گا ۔ اور تمہیں اپنے وطن کی صورت بھی دیکھنا نصیب نہ ہو گی ۔ حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے مسکرا کر سفیروں سے بات چیت کی اور چند دن کے لئے انہیں لشکر میں روک لیا ۔ تاکہ اپنے طور پر مسلمانوں کا جوش و خروش اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ۔ انہوں نے آزادی کے ساتھ تمام حالات و شدائد کا مطالعہ اچھی طرح کیا اور بیحد متاثر ہوئے ۔ رخصت کرتے وقت امیر لشکر حضرت عمروؓ بن عاص نے فرمایا "تین باتوں میں سے کوئی ایک منظور کر لو (۱) اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ کہ پھر ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق باقی نہ رہے گا ۔ (۲) ہماری سیادت (حکومت) قبول کر کے محکوم بن کر جزیہ دینا منظور کرو ۔ (۳) آخری بات جنگ ہے ۔ ہمارے تمہارے درمیان تلوار حق کا فیصلہ کریگی ۔ اور خدا کو اختیار ہے جسے چاہے مصر کا والی بنا دے " ۔۔۔ سفراء چونکہ چند دن تاخیر سے واپس ہوئے اور مقوقش ناامید بھی ہو چکا تھا اس لئے ان کی واپسی پر بڑی خوشی و مسرت کا اظہار کیا گیا ۔ حالات پوچھنے پر سفراء نے مسلمانوں کا نقشہ یوں کھینچا کہ "ہم نے لشکرِ اسلام میں خوب چل پھر کر ان کے طور طریقے پر گہری نظر کی ۔ ہم نے انہیں عجیب قوم پایا ۔ امیر و غریب اعلیٰ و ادنےٰ اور چھوٹے بڑے سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں ۔ افسر و ماتحت کا کوئی امتیاز نظر نہیں آتا ۔ کسی کو دنیا اور اس کی آسائشوں کی کوئی پرواہ نہیں ۔ کسی کے سر میں جاہ و منصب کا سودا نہیں خاک پر بیٹھ جاتے ہیں ۔ افسروں سے بے پرواہی کے ساتھ سپاہی گفتگو کر لیتے ہیں ۔ امیر و مامور اور آقا و غلام ہمیں تو سب ہی برابر نظر آئے ۔ نماز کا وقت ہوتا ہے تو وضو کر کے سب ایک ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ایک ساتھ اُٹھنا ، ایک ساتھ جھکنا اور ایک ساتھ سجدہ میں جاتے ہیں ۔ غرور و تکبر کا نام نہیں ۔ سب کے اخلاق اچھے ہیں سب متواضع اور منکسر المزاج اور سب کو زندگی پر موت کو ترجیح دینے والا پایا "۔

مقوقس شاہ مصر نے یہ سن کر پہلے وہی جملہ کہا جو شام کے معرکوں میں ہرقل قیصر روم نے کہا تھا کہ "جس قوم کے اخلاق کی یہ حالت ہو وہ ضرور کامیاب ہو گی ۔ اور قلعہ پر ضرور قابض ہو جائے گی ۔ مصلحت وقت یہی ہے کہ ان سے اولین فرصت میں صلح کر لی جائے " ۔ اس سلسلے میں اس نے حضرت عمروؓ بن عاص کو لکھا کہ اپنے سفیر میرے پاس روانہ کیجئے شاید مفاہمت و مصالحت کی کوئی صورت نکل جائے ۔ امیر عساکر اسلامیہ نے حضرت عبادہؓ بن صامت کی ماتحتی میں دس افراد روانہ کئے اور تاکید کر دی کہ جو تین صورتیں ہم نے پیش کی ہیں اُن کے سوا کوئی صورت نہ ہو ۔ حضرت عُبادہؓ جلیل القدر شجاع صحابی تھے ۔ قد بلند و بالا اور رنگ سیاہ فام (لیکن قلب نورِ ایمان سے منوّر) تھا ۔ اس لئے مقوقس ان کے قد و قامت اور شکل و صورت کو دیکھ کر گونہ متوحش ہوا ۔ اور گمان کیا کہ شاید سپہ سالار اسلام نے میری تحقیر کی غرض سے اسے بھیجا ہے ۔ اور کہا اس کی بجائے آپ میں سے کوئی دوسرا شخص مجھ سے گفتگو کرے ۔ سب نے کہا کہ ہمارے امیر نے انہی کو آپ سے گفتگو کی اجازت دی ہے ۔ ان کا مرتبہ ہم سے **افضل** اور بہت بڑا ہے مقوقس نے مجبور ہو کر حضرت عبادہؓ کو بولنے کی اجازت دی ۔ جس پر انہوں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا ۔ میں نے تمہاری باتیں سنیں ۔ میں جن لوگوں کے پاس سے آیا ہوں ان میں ایک ہزار اور بھی سیاہ فام موجود ہیں جن کا رنگ مجھ سے بھی زیادہ سیاہ اور صورت مہیب (ڈرانے والی) ہے ۔ اگر وہ تمہارے سامنے آ جائیں معلوم نہیں تمہاری کیا حالت ہو گی ۔ باوجودیکہ میں بڑھا ہو چکا ہوں اور میرا شباب رخصت ہو چکا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارا مقصد وحید اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور ہماری محبوب ترین شے اس کی رضامندی حاصل کرنا ہے ۔ ہم دشمنوں سے جنگ اس لئے نہیں کرتے کہ دنیوی غلبہ حاصل ہو ۔ بلکہ احکامِ الٰہی کے ماتحت اسی کے حکم سے جہاد کرتے ہیں ۔ مال غنیمت اسی نے ہمارے لئے حلال کیا ۔ ورنہ دنیوی مال کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ۔ لاکھ دراہم ہوں یا ایک درہم ہو ہمارے لئے دونوں حالتیں یکساں اور برابر ہیں ۔ ہم شکم سیر ہو کر نہیں کھاتے بلکہ کچھ بھوک باقی رکھتے ہیں ۔ لباس میں ہمیں ایک چادر کافی ہے ۔ اس لئے ہمارے پاس کچھ بھی نہ ہو تو بھی ہمیں پرواہ نہیں ہو گی ۔ اگر لاکھوں دراہم ہوں تو رب قدیر کی خوشنودی میں خرچ کر دیں ہمارے لئے دنیا کی نعمتیں اور راحتیں کوئی وقعت و اہمیّت نہیں رکھتیں ۔ ہماری اصل نعمت و راحت آخرت ہے ۔

مقوقس حاکم مصر نے اس ولولہ انگیز تقریر کو خوب غور سے سنا اور کہا بیشک تمہارے غلبہ و شوکت کی وجوہ یہی ہیں اور تم نے اپنی جو حالت بیان کی ہے اس کا بھی مجھے علم ہے تم بہادر اور بے پرواہ بھی ضرور ہو ۔ اور بڑے بڑے معرکوں میں کامیاب بھی ہو چکے ہو لیکن یہاں تم جس حالت میں ہو میری فوج کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے ۔ علاوہ ازیں شاہ روم کا عظیم لشکر میری امداد کے لئے چلا آ رہا ہے جس کے مقابلہ کی تمہیں طاقت نہیں مفت میں تمہاری جانیں ضائع ہو جائیں گی اس لئے رومی لشکر آنے سے قبل تم یہاں سے چلے جاؤ ۔ خالی بھیجنا میری شان کے خلاف ہے اس لئے ہر سپاہی کو دو دینار امیر لشکر کو سو دینار اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار انعام میں دئے جائیں گے ۔ یہ بہت بڑی رقم ہے ۔ جس کے تم مستحق نہیں مگر میں محروم کرنا پسند نہیں کرتا ۔

حضرت عبادہؓ بن صامت بڑے غور و فکر سے مقوقس کی یہ نصیحت آمیز تہدید سنتے رہے جب وہ تقریر کر چکا اور جواب کے لئے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو کھڑے ہو کر فرمایا "شاہ مصر! ہم سفراء اور نمائندے بن کر مصالحت کے لئے ہی آئے ہیں ۔ جب کوئی مصالحت کرنا چاہتا ہے

ہم اس کی خواہش کو رد نہیں کرتے خواہ وہ کتنا ہی سخت دشمن کیوں نہ ہو۔ لیکن تم نے جو ہمیں رومیوں سے ڈرایا ہے تو ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں افسوس ہے کہ آپ ابھی تک یہ نہ سمجھے کہ ہم موت کو زندگی پر ہزار درجہ ترجیح دیتے ہیں۔ موت تمہارے لئے کوئی خوفناک چیز ہو تو ہو ہمارے لئے تو یہ عروس (شادی۔خوشی) کا مقام رکھتی ہے۔ ہم اس سے ڈرنا جانتے ہی نہیں۔ بلکہ تمہارے اس اندازِ گفتگو نے ہمارے جوشِ جہاد کو اور زیادہ بھڑکا دیا ہے اور ہمارے قلب میں یہ ولولہ پیدا ہونے لگا ہے کہ ہم ان رومیوں سے لڑ کر ابھی تمہیں دکھا دیں کہ ہم کتنے بے خوف اور موت سے بے پرواہ انسان ہیں تمہیں یہ یقین کر لینا چاہئے کہ اگر ہمیں موت کا خوف ہوتا اور فوج کی قلت وکثرت ہمارے لئے کوئی حیثیت رکھتی ہوتی تو ہم اتنی قلیل فوج لے کر اپنے گھروں سے دور تمہارے ملک میں داخل ہونے کی ہرگز جرأت نہ کرتے۔ اللہ کا نام لے کر ہم آگئے ہیں۔ دو سعادتوں میں سے ایک سعادت تو ضرور ہی حاصل کر کے رہیں گے اگر فتحیاب ہوئے تو بکثرت مال غنیمت اور وسیع ملک حاصل ہوگا۔ بصورت دیگر شہید ہوں گے۔ اور آخرت کی لازوال دولت ہاتھ آئے گی۔ ناکام ومحروم کسی صورت میں نہیں ہوتے۔ ہم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو صبح وشام شہادت کی دعا نہ مانگتا ہو۔ کوئی سپاہی بھی اہل وعیال میں واپس جانے کا آرزومند نہیں چلتے وقت انہیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کر کے آئے ہیں۔ ہمیں لالچ دینے کی ضرورت نہیں ہم تمہارے سامنے تین صورتیں پیش کرتے ہیں —

اسلام[1] جزیہ[2] جنگ[3]۔ پہلی صورت میں اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔ اس کا نقصان ہمارا نقصان ہوگا (جو حقوق ہمارے ہیں وہی اس کے ہوں گے۔) دوسری صورت یعنی محکوم بن کر جزیہ دینے میں ذلت ضرور ہے کہ اس میں محکومی وغلامی ہے لیکن اس صورت میں ہم تم سے وہ سلوک کریں گے جسے ہم تم دونوں پسند کرتے ہیں اگر تم پر کسی ظالم نے حملہ کیا تو ہم تمہاری حمایت میں ہو کر لڑیں گے۔ تمہارے ملک، تمہاری جان، تمہارے مال کی حفاظت اس وقت تک برابر کرتے رہیں گے جب تک جزیہ دیتے رہو گے تیسری صورت میں تلوار میدان جنگ میں ہمارے تمہارے جھگڑے کا فیصلہ کر دے گی۔"

مقوقس نے کہا۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہے؟ حضرت عبادہؓ نے فرمایا۔ نہیں۔ اس کے بعد سفیر واپس چلے آئے۔ شاہ مصر نے پہلے تو قوم کو سمجھایا کہ جس قوم کے اوصاف اور شجاعت کے جوش وخروش کا یہ عالم ہو اسے شکست دینا آسان کام نہیں۔ مصلحت وقت مصالحت ہی میں ہے لیکن جب قوم نہ مانی تو لڑائی کے لئے مجبور ہو گیا۔

حضرت عمروؓ بن عاص کو جب نفی میں جواب ملا۔ تو جنگ کا حکم دے دیا۔ شدید سے شدید حملے شروع کر دئے۔ مگر قلعہ بہت مضبوط تھا کوئی خاص اثر نہ ہوتا تھا۔ ایک روز حضرت زبیرؓ بن عوام خندق عبور کر کے سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ ان کی یہ جرأت دیکھ کر اور صحابہ بھی ساتھ ہو لئے۔ فصیل پر پہنچ کر یکبارگی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ ساتھ ہی تمام فوج نے اس زور سے نعرے بلند کئے کہ قلعہ کی زمین دہل اٹھی۔ عیسائی سمجھے کہ مسلمان قلعہ میں گھس آئے۔ دروازہ بھی کھل گیا اور قلعہ پر مجاہدین کا قبضہ ہو گیا۔ (مفتوح البلدان)

بقیہ : اسلام اور جہاد

ظلم سے دفعہ ہو جانا۔ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ حصول رضائے الٰہی کے لیے ہر بدنی، مالی اور وطنی قربانی کے لیے ہر وقت آمادہ اور تیار ہے۔ سالانہ قربانی بھی اسی لیے واجب ہے کیونکہ اس سے اعلائے حق کا جذبہ جاگتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا ولولہ پیدا ہوتا ہے خون گرم ہو کر جوش مارتا ہے۔ سفر حج بھی سفر جہاد کی طرح ہے۔ بلکہ اسلام کے چاروں ارکان نماز روزہ، زکوٰۃ اور حج کا اصلی مقصد جہاد کے لیے تیار کرنا ہے۔

اے مسلمانو! تمہارا یہ فرض ہے کہ ایمان پر پوری مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو یہ وہ سوداگری ہے جس میں کوئی خسارہ نہیں۔ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدس خریدار بنا۔ ہماری جان و مال کو جو فی الحقیقت اسی کی مملوک ومخلوق ہے اور جنت تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

مسلمانوں کو جنگ کے دوران میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم ہے۔ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ اِھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ اے قرآن اتارنے والے۔ بادلوں کو چلانے والے اور دشمنوں کی جماعتوں کو بھگا دینے والے ان کو بھگا دینے والے ان کو بھگا دے اور ہمیں ان پر فتح ونصرت فرما (۲) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ اے اللہ تو ہی میرے بازو کی قوت ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے۔ تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا ہوں۔ اور تیری مدد سے حملہ کرتا ہوں۔

بقیہ : استحکام پاکستان

مزدور تیر و تفنگ بنا کر — لیڈر جنگ کا بگل بجا کر — سرمایہ دار سرمایہ لگا کر — مائیں بہنیں اور بیٹیاں اپنے بچوں، بھائیوں اور شوہروں کو جہاد میں بھیج کر اللہ کو راضی کر رہی ہیں ؎

مرنے سے اگر مٹ سکتی ہو ظلم کی ہستی
اس حال میں جینے سے یہ بہتر ہے کہ تو مر جا

کشمیر

کا مسئلہ موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔ ہر کشمیری بھارتی درندوں سے عاجز و تنگ ہے۔ مگر پھر بھی سمجھ رہا ہے کہ ؎

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

یاد رکھئے۔ اگر کشمیر کا مسئلہ حل نہ ہوا۔ اور انہیں آزادئ رائے اور حق خود اختیاریت نہ دیا گیا۔ مصلحت پرست اقوام کشمیر کو آگ اور شعلوں کے درمیان جلتے ہوئے دیکھتی رہیں۔ تو وہ بھی اس آگ سے محفوظ نہ رہ سکیں گی۔ نصرت قریشی نے اقوام عالم کے نام ایک نوٹس جاری کیا ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے ؎

یہ آگ بڑھ کے ساری دنیا کو پھونک دیگی
تم ٹھنڈے دل سے سوچو کشمیر جل رہا ہے
نصرت! سلگ رہی ہے ہر دل میں آتش غم
تم صرف یہ نہ سمجھو، کشمیر جل رہا ہے

فوجی ٹریننگ!

ہمارے ملک کو اس وقت بڑے سکیل پر فوجی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ ہر سکول، ہر کالج، ہر مدرسہ اور ہر ورکشاپ میں کام کرنے والا گولی چلانا سیکھے۔ ملک میں ۵۰ لاکھ آدمی ایک آواز پر ہتھیار سنبھالے دشمن کے مقابلہ میں آسکیں۔ اور غیروں پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ پر بھروسہ کر سکیں۔ چھوٹی چھوٹی تلواروں کے ساتھ میدان جنگ میں نکل سکیں۔ اور ہر فوجی مجاہد یہ کہتا ہوا میدانِ جنگ میں نکلے ؎

تم اپنی روایات کہیں بھول نہ جاؤ
پھر سکۂ توحید کو ہر دل پہ بٹھاؤ
اس دہر سے ہر قوتِ باطل کو مٹا دو
ہر کفر کی اکڑی ہوئی گردن کو جھکا دو
مجاہدو اٹھو لگاؤ نعرہ لا اللہ زندہ باد کا
کشمیر ہمارا، کشمیر ہمارا ہے

مکتوبات سعیدیہ (فارسی)

حضرت اقدس شیخ محمد سعید ابن حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے نایاب مکتوبات جو آج تک صرف قلمی صورت میں تھے۔ محکمہ اوقاف کے تعاون اور زرِ کثیر کے صرف سے اعلیٰ کاغذ، خوشنما کتابت اور فوٹو آفسٹ پر طبع کرائے گئے ہیں کتب خانوں اور اہل علم حضرات کے لئے ایک یادگار دستاویز۔

قیمت فی جلد :/۲۵ روپے

مکتبہ حکیم سیفی ۹/۱۸ بیڈن روڈ۔ لاہور

وضاحت

محترمی محمد سعید صاحب نے مندرجہ ذیل مکتوب کراچی سے ارسال فرمایا ہے۔ ان کا اضطراب اور روحانی کوفت الفاظ سے ظاہر ہے چنانچہ ہم اسے قارئین خدام الدین کی خدمت میں من وعن پیش کر رہے ہیں تاکہ ان کی طرح دوسرے حضرات بھی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ یہاں ادارہ یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہے ـــ کہ اشتہارات کی ذمہ داری مشتہرین پر ہوتی ہے ادارہ صرف اس قدر دیکھتا ہے کہ کتابیں فحش نہ ہوں۔ ادارہ صرف تبصرہ کے لئے آئی ہوئی کتابوں پر ہی اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور اس رائے پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(ادارہ)

محمد سعید

آرٹلری میدان ملا بزنس روڈ کراچی

محترم جناب ایڈیٹر صاحب "خدام الدین" لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عرض خدمت یہ ہے کہ رسالہ خدام الدین میں ایک اشتہار بعنوان "عظیم کتابیں نصف قیمت میں" ملنے کا پتہ مکتبہ ایوبیہ اے۔ ایم ملا کراچی۔ شمارہ ۱۱/۱۵ ۱۹ میں ہے اور اس سے قبل بھی آ رہا ہے میں الحمد للہ آپ کا ہم عقیدہ ہوں اور آپ کا اور آپ کے رسالہ کا قدردان بھی ــــ مندرجہ بالا اشتہار پڑھ کر میں شوق میں جا کر صحیح مسلم کی ۵ جلدیں ۲۴ روپے ہدیہ دے کر لے آیا۔ یہ پختہ خیال تھا کہ ادارہ خدام الدین کسی کتاب کو بغیر پڑھے یا کسی ادارے کے بارے میں معلومات کئے بغیر کوئی اشتہار شائع نہ کرتا ہوگا بغیر تذبذب کے یہ کتابیں لے آیا۔

مکتبہ ایوبیہ دراصل متعصب، غیر مقلدوں کا نام نہاد ادارہ ہے جو ایک مسجد میں قائم ہے اس میں چار اور بہ سائن بورڈ مختلف ناموں سے لگے ہیں۔ صحیح مسلم جو ۶ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں امام اعظم اور حنفیوں کو کھلم کھلا گالیاں دی گئی ہیں۔ اپنے مطلب کی حدیثوں کو صحیح اور جو مطلب کی نہ ہوں ان کو جھوٹی اور مردود کہا گیا ہے ان کے چند اقتباسات مع صفحہ کے حوالہ کے تحریر ہیں۔

جلد سوم ص۲۲۳ ایک حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ لکھنے کے بعد تشریح میں اپنی طرف سے لکھتے ہیں:-

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج چھوٹے نابالغ لڑکے کا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور تمام علماء کا صحابہ اور تابعین سے اور جو لوگ ان کے بعد ہیں سب قائل ہیں کہ صحیح حج ہے اس کا اور وہ بھی ثواب پاتا ہے اور حج بالغ کے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں مگر اتنا ہے کہ فرض اسلام سے وہ حج کافی نہیں ہوتا اور جب بالغ ہو تو اس کو حج پھر فرض ہوتا ہے اور ابو حنیفہؒ نے اس مسئلہ میں صریح جمہور علماء کا سلف سے خلف تک خلاف کیا ہے اور صراحتہً خلاف حدیث کہا ہے اور قائل ہوئے ہیں کہ نہ اس کا احرام صحیح ہے اور نہ حج حالانکہ یہ قول ایک ادنیٰ بچے کے نزدیک بھی صریح نادانی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس مشق سے اس کو ثواب ہے یا نہیں؟ اگر ثواب ہے تو ابو حنیفہؒ کا قول باطل ہو گیا۔ غرض معلوم ہوا کہ اس قول سے اور اکثر مسائل ابو حنیفہؒ سے کم مائیگی ان کی علم حدیث میں ورنہ مخالفت حدیث نہ کرتے۔ پھر مخالف حدیث کے جو مذہب یا قول یا فعل ہو وہ مردود و مطرود دُور از مقصود سراسر نا بہبود خلاف مرضی معبود ہے۔

ص۲۳۵ جلد سوم۔ اور اسی لئے غربائے احناف کی قسمت میں بھی آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ص۲۵۶ جلد سوم (اسی طرح لکھا ہے) ـــــ

لطیفہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقلد ہونا جانوروں کا کام ہے۔ اور حضرتؐ نے اور صحابہؓ نے جو مقلد بنایا تو جانوروں کو بنایا اور عاملان حدیث کی سواریاں ہیں۔ پس وائے ہے ان لوگوں پر جو آدمی کی صورت ہو کر مقلد بننا چاہتے ہیں۔

غرض تمام کتابیں اسی طرح کی باتوں سے بھری پڑی ہیں ـــ براہ کرم آپ بغیر تحقیق کے کسی کا اشتہار شائع نہ فرمایا کریں کہ ہم جیسے لوگ جو آپ کی وساطت سے ایسی جگہ پھنس کر اپنا روپیہ برباد کر کے روحانی کوفت اٹھاتے ہیں۔ محض خدام الدین کے اشتہار پڑھ کر یہ کتابیں خریدنے سے مجھے مالی نقصان ہوا، روحانی کوفت ہوئی۔ میرے ذوق و شوق کو ٹھیس لگی۔ آئندہ بھی کتابیں خریدنے سے ڈرنے لگا ہوں۔ مبادا کہ اپنے عقیدہ کے خلاف نہ ہوں۔ والسلام

بقیہ ص۶ ۔ بہترین ہتھیار اور جنگ کی سب سے مؤثر چال

۲- تم اور تمہاری فوج دشمن سے جتنا چوکنا رہیں اس سے زیادہ معاصی سے ہوشیار رہیں کیونکہ فوج کو دشمن سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا۔ جتنا خود اپنے معاصی سے پہنچتا ہے۔

۳- مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ ان کا دشمن گرفتار معاصی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہم دشمن پر فتح نہ پا سکیں۔ کیونکہ ہماری تعداد اس سے کم ہے اور ہمارے ہتھیار اس کے ہتھیاروں سے کمزور ہیں۔ اگر معاصی میں ہم دشمن کے برابر ہوں تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جائے گا اور اگر ہم اپنی راستبازی کی قوت سے اس پر غلبہ نہ پا سکیں تو اپنی ظاہری قوت سے یقیناً نہ پا سکیں گے۔

۴- تم کو یاد رہے کہ خدا کی طرف سے ایسے فرشتے مامور ہیں جو تمہارے چال چلن پر نظر رکھتے ہیں۔ جن کو تمہارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے ان سے غیرت کرو اور خدا کی نافرمانی و معاصی سے بچتے رہو۔

۵- یہ نہ کہو کہ دشمن چونکہ بُرا ہے اس لئے کبھی ہم پر فتح نہ پا سکے گا۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض قوموں پر اُن سے بُری قومیں غالب آ جاتی ہیں۔ جیسا کہ مجوسی کافر بنی اسرائیل پر غالب آ گئے جب کہ بنی اسرائیل نے نافرمانیوں سے خدا کو ناراض کیا۔

۶- خدا سے دعا مانگو کہ تمہارے اندر معاصی سے بچنے کی طاقت پیدا ہو اور یہ دعا اسی خلوص سے ہو جس سے دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگتے ہو۔ میں بھی اپنے اور تمہارے لئے خدا سے دعا مانگتا ہوں۔ (الصدیق ملتان)

جامعہ حمیدیہ پبلک سکول سرائے مغل ضلع لاہور

یہ اقامتی ادارہ لاہور سے باہر ۴۲ میل کے فاصلہ پر کھلی فضا میں واقع ہے۔ عام تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم مع شعبہ جات حفظ و ناظرہ کا مستند قاریوں کے ذریعے انتظام ہے۔ انگریزی تیسرے درجے سے شروع ہوتی ہے فیس داخلہ پانچ روپے۔ ماہوار فیس مع خرچ خوراک ۴۵ روپے ہے۔ پہلے اور دوسرے درجوں میں چند نشستیں خالی ہیں خالص اسلامی ماحول میں دینی اور دنیوی تعلیم دلانے کے خواہش مند حضرات داخلے کے لئے درخواستیں ذیل کے پتے پر بھیجیں یا بالمشافہ بات کریں۔

ناظم جامعہ حمیدیہ معرفت ہلال انجینئرنگ کمپنی نزد گکے زئی ملتان روڈ لاہور ۱۸

اپیل

مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن سکر گڑھ قطب زماں حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کی یاد میں کافی عرصہ سے درس و تدریس کا کام کر رہا ہے ـــ قرآن کریم حفظ و ناظرہ کے علاوہ ابتدائی دینیات کا بھی انتظام ہے۔ مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں بلکہ یہ کام توکلت علی اللہ پر چل رہا ہے۔ مخیر حضرات مدرسہ کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مہتمم مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن چوک بخاری شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ

مدرسہ قاسم العلوم سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

زیر سرپرستی جانشین حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

عرصہ سے کام کر رہا ہے۔ جس میں اس وقت مختلف شعبہ جات میں ایک صد طلباء و طالبات تعلیم قرآن پاک حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسین و دیگر تمام اخراجات کا کفیل مدرسہ ہے۔ مقامی حضرات کی بے اتفاقی سے مدرسہ مالی طور پر بہت کمزور ہے جس کی وجہ سے مدرسہ کی سرگرمیاں خطرہ میں ہیں۔ لہٰذا جماعت کے تمام خصوصاً دولت مند حضرات سے التماس ہے کہ زکوٰۃ، خیرات و صدقات و درمے، درمے، سخنے ہر حال سے ہر حال میں مدرسہ سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الداعی:- لال دین صدر انجمن سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

ہٰذا مِن فَضلِ رَبّی

سترہ روزہ پاک بھارت جنگ کے نتائج کی ڈائری

حافظ محمد امین صاحب بورسٹل جیل بہاولپور

۶ ۹/۶۵ ء کو بھارتی سورماؤں نے اعلانِ جنگ کئے بغیر لاہور پر تین طرف سے اچانک حملہ کر دیا۔ اور واہگہ، ہڈیارہ اور جسڑ کی طرف سے پیش قدمی کی۔ مگر لاہور محاذ پر ہمارے صرف سو جانبازوں نے دشمن کے دو ہزار سورماؤں کا اس بے جگری سے مقابلہ کیا کہ نا تجربہ کاری سے دشمن کے پورے بریگیڈ کو ۹ گھنٹے تک روکے رکھا۔ یہی وہ محاذ ہے جہاں سے دشمن جلد از جلد لاہور پہنچ کر دادِ عیش دینا چاہتا تھا۔ مگر ہماری صرف تھوڑی سی فوج نے اس کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس کمپنی کے کمانڈر میجر شفقت حسین صاحب بلوچ تھے۔ جن کو بہادری کے صلہ میں ستارۂ جرأت کا اعزاز ملا ہے۔ دشمن نے اپنی خفت مٹانے کے لئے اسی تاریخ کو دو مزید بھرپور حملے کئے۔ مگر ہر بار منہ کی کھائی۔ اسی طرح دونوں محاذوں پر بھی دشمن کی پیش قدمی رکی رہی۔ جسڑ سیکٹر میں تو ایک ہی جھڑپ میں دشمن کی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ گئی اور ان کے دو سو آدمی کام آئے۔ اور پہلے ہی دن کی جنگ میں دشمن کے آٹھ سو آدمی کام آئے اور بے شمار زخمی ہوئے۔ آج دشمن کے ہوائی جہازوں نے وزیر آباد اور گوجرانوالہ کے درمیان گکھڑ اسٹیشن کے قریب ایک گاڑی پر بمباری کی تاکہ ہماری آمد و رفت کا نظام درہم برہم ہو جائے مگر ہماری شاہین صفت فضائیہ نے دشمن کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اور ہمارے شہبازوں نے عقابی حملے کر کے پہلے ہی حملہ میں بھارت کا طیارہ مار گرایا اور پٹھانکوٹ کے ہوائی اڈا پر حملہ کر کے دشمن کے تیرہ ہوائی جہاز تباہ کر دئیے۔ اور واپسی پر ایک اور جھڑپ میں آٹھ بھارتی طیارے مار گرائے اور اس طرح پہلے ہی دن پاک فضائیہ نے بھارت کے بائیس طیارے تباہ کر کے اپنی فضائی طاقت کا لوہا منوا لیا۔ آج ہی ہمارے سرفروش فلائیٹ لیفٹیننٹ یونس حسن شہید دشمن کے تیرہ جہاز تباہ کر کے شہادت پا گئے اور میجر خادم حسین شہید بھی دشمن کے ٹینک تباہ کر کے ملک پر نثار ہو گئے۔ اس کے علاوہ آج کی تاریخ میں ہمارے ایک فوجی افسر نے گڈے کی آڑ سے دشمن کے دو ٹینک تباہ کئے۔

۷ ۹/۶۵ ء آج پہلے دن کی خفت مٹانے کے لئے دشمن نے علی الصبح ایک اور بھرپور حملہ کیا۔ جس میں اس نے ایک پورا بریگیڈ جھونک دیا۔ ابتداء میں تو جنگی چال کے مطابق اُسے اندر آنے دیا گیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس پر گھیرا ڈال کر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ دشمن کی فوج میں کھلبلی مچ گئی۔ چنانچہ دشمن محاذ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قصور کھیم کرن محاذ پر بھی آج دشمن نے حملہ کیا۔ مگر اسے بھی پسپا کر دیا گیا اور ایک بھارتی میجر اور کئی سپاہیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ آج کی جنگ میں پاک فضائیہ کے ہوابازوں نے آدم پور، پٹھانکوٹ، ہلواڑہ اور جام نگر کے ہوائی اڈوں پر زبردست بمباری کی۔ اس کے جواب میں بھارتی طیارے سرگودھا کے ہوائی اڈا پر حملہ آور ہوئے مگر ہماری فضائیہ نے ان کا اچھی طرح استقبال کیا اور کئی بھارتی طیارے مار گرائے۔ فضائیہ کے ہیرو ایم ایم عالم نے ۵ طیارے تباہ کئے۔ اسی دن سری نگر کے ہوائی اڈے پر حملہ کر کے بھارت کے دو بمبار طیارے تباہ کر دئیے۔ آج کی تاریخ میں بھارت نے ایک اور چال چلی یعنی مشرقی پاکستان پر حملہ کر کے ڈھاکہ، چٹاگانگ اور رنگ پورہ وغیرہ کے علاقوں پر بمباری کی مگر ہماری فضائیہ نے اس محاذ پر دشمن کے گیارہ کینبرا طیاروں کو مار گرایا۔ اور چار دوسرے طیارے بھی تباہ کئے۔ اسی دن ایک اور جھڑپ میں ایک بھارتی جیٹ طیارہ بھی زمین بوس ہوا۔ اسی شکست سے بوکھلا کر دشمن نے شہری آبادی پر بمباری شروع کر دی۔ چنانچہ پشاور، راولپنڈی، ڈھاکہ، چٹاگانگ وغیرہ شہری آبادی پر دشمن نے بم برسائے۔ اور کراچی پر بھی بمباری کی کوشش کی مگر ہماری فضائیہ کے طیاروں کو دیکھ کر دشمن کے طیارے دُم دبا کر بھاگ گئے۔ آج کی تاریخ میں سرگودھا پر دشمن نے دوبارہ اور سہ بارہ بمباری کی مگر اپنے آٹھ طیارے برباد کرا لئے۔ پھر دن کو حملہ آور نہیں ہوتے صرف رات کو ہی حملہ کرتے رہے۔ آج کی تاریخ میں غازی نذر حسین نے جنرل نرنجن پرشاد کی جیپ بھی لاہور محاذ سے ہتھیا لی۔

۸ ۹/۶۵ ء آج دشمن نے سیالکوٹ کی طرف ایک نیا محاذ کھولا۔ اور سیالکوٹ کے گرد و نواح میں بمباری کی اور آج ہی دشمن نے بحری جنگ بھی شروع کر دی۔ لیکن جس طرح لاہور کے تینوں محاذوں پر دشمن کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا اسی طرح آج کی بحری جنگ میں بھی اُسے منہ کی کھانی پڑی۔ کیونکہ ہمارے بحریہ نے نہ انہیں صرف سمندر سے نکال دیا بلکہ ہماری بحریہ کے دو جہازوں جعفر اور منصور نے کراچی سے دو سو میل دور دشمن کی بندرگاہ دوارکا نزد سومنات کو تباہ کر دیا۔ اس شکست سے چڑ کر دشمن نے اپنے بمبار طیاروں کو ہمارے بحری جہازوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا لیکن ہماری بحری طیارہ شکن توپوں نے دشمن کے تین طیاروں کو مار گرایا۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کی جنگ کے بعد دشمن کو شرمناک پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ آج بھی ہمارے عقابی ہوابازوں نے بری اور بحری فوج کا پورا پورا ساتھ دیا اور دشمن کے ہوائی اڈوں پر حملے کر کے ہلواڑہ اور جام نگر کو تباہ کیا اور سرگودھا پر دشمن کا ہوائی حملہ بھی ناکام بنا دیا۔ آج بھارت کے دو طیارے ہماری فضائیہ نے مار گرائے۔ ایک قصور کے علاقہ میں گرایا اور دوسرا نارووال کے گرد۔ بحری لڑائی کے تین طیارے اس کے سوا تھے۔ گویا آج کی تاریخ تک دشمن کے تباہ شدہ طیاروں کی تعداد ساٹھ تک پہنچ چکی تھی۔ آج کی جنگ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ آج کی تاریخ میں پاکستانی جھنڈا کھیم کرن پر لہرا گیا۔ اور ہر محاذ پر دشمن کو شکست فاش دی گئی۔

۹ ۹/۶۵ ء آج جنگ کا چوتھا دن تھا۔ واہگہ قصور اور جسڑ کے محاذوں پر دشمن کی خوب پٹائی ہوئی۔ سیالکوٹ کے محاذ پر دشمن کو بہت زیادہ اسلحہ سے ہاتھ دھونا پڑے۔ چنانچہ آج دشمن کے پینتیس ٹینک اور پانچ میدانی توپیں تباہ کی گئیں۔ اس ہزیمت سے تنگ آ کر دشمن نے راجستھان میں ایک نیا محاذ کھول دیا مگر وہاں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی ہماری فضائیہ نے آج بھی جنگ میں خوب اپنی افواج کا ہاتھ بٹایا۔ پٹھانکوٹ اور جودھ پور کے ہوائی اڈوں پر بمباری کرنے کے بعد مختلف محاذوں پر بری فوج کا خوب ساتھ دیا۔ اور اپنے تابڑ توڑ حملوں سے بھارت کے کئی ٹینک توپیں اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کیں۔ دشمن نے آج رات کو پھر سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر بم برسانے کی کوشش کی مگر ہمارے طیاروں کے نمودار ہوتے ہی دُم دبا کر بھاگ گئے۔ دراصل پہلے دن کی جھپٹ کے بعد اور کافی ہوائی جہاز تباہ ہونے کی وجہ سے دشمن کو دن کے وقت حملہ آور ہونے کی کبھی جرأت نہ ہوئی البتہ دن کی بجائے رات کو ضرور آتے رہے ہیں مگر ہمیں نقصان پہنچانے کی بجائے ہمیشہ خود ہی نقصان اٹھاتے رہے۔

(باقی پھر)

بقیہ - خدا کی راہ میں جہاد

"ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی عبادت بتلائیے جو جہاد کے ہم مرتبہ ہو؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے تو ایسی عبادت معلوم نہیں"
پھر آپ نے فرمایا کہ:
"کیا تو ایسا کرسکتا ہے کہ جب جہادی جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جائے اور سست نہ ہو۔ اور لگاتار روزے رکھنا شروع کر دے اور ترک نہ کرے۔ اس نے جواب دیا۔ حضور ایسا کون کرسکتا ہے"

اس سے پہلے کہ دشمن تمہارے وطن عزیز پر اپنے ناپاک قدم رکھے تم سب متحد ہو کر اس کا خاتمہ کر دو۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ وہی تمہارا حامی و مددگار ہے۔ تمہیں اسی نعرہ اللہ اکبر کی قسم جو نعرہ تم نے آنکھ کھولتے ہی سنا تھا دشمن کا خاتمہ کر دو۔ تم خدا کے لئے لڑو اس کی مدد ضرور تمہارے لئے آئے گی۔

"نصر من اللہ و فتح قریب" اب وقت آگیا ہے کہ :-

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

مدرسہ تعلیم القرآن کا افتتاح

کے سلسلہ میں مورخہ ۱۱- دسمبر کو یک روزہ جلسہ کلو یا چک ۳۷۹ ج ب میں ہو رہا ہے - یہ مدرسہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کے سرپرستی میں قائم کیا جا رہا ہے جس میں مندرجہ ذیل حضرات شرکت فرمائیں گے۔
حضرت مولانا محمد رفیق صاحب شیخ الحدیث لاہور حضرت مولانا محمد اجمل صاحب لاہور۔ حضرت مولانا حسین علی شیخوپورہ - حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب جھنگ شہر- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب چک ۲۷۶ ج ب ۔ جناب بلند اختر نظامی ۔

اعلان

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ کرتارپورہ راولپنڈی کا سالانہ امتحان مورخہ ۱۰ تا ۱۳ شعبان المعظم بروز ہفتہ تا منگل ہونا قرار پایا ہے - جس میں درجہ کتب (موقوف علیہ) کے ممتحن حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ نصرت الاسلام گوجرانوالہ و حضرت مولانا الحاج قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ و پروفیسر گورنمنٹ کالج کیمبلپور ہوں گے ۔ امتحانات کے بعد مدرسہ میں ۶ شوال تک تعطیلات ہو جائیں گی ۔ البتہ درجہ حفظ میں رمضان المبارک میں بھی باقاعدہ کام ہوتا رہے گا۔
(مولانا عبدالحکیم (صاحب) مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی

جمعیتہ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس بلا لیا گیا

جمعیتہ علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کو ملتان میں ۹ بجے صبح جمعیتہ کی مجلس شوریٰ کا ایک ہنگامی اجلاس طلب فرمایا ہے - جس میں جہاد کے لئے ملک گیر تیاری، کشمیر کے مظلوم مہاجرین کی موثر اعانت کے لئے ہمہ گیر مہم اور ملک کی تمام دینی جماعتوں کے اتحاد و اتفاق کے پروگرام پر غور کیا جائے گا ۔ اجلاس دفتر جمعیتہ علماء اسلام ملتان واقع لوہاری گیٹ منعقد ہوگا ۔ تمام اراکین شوریٰ کے نام مرکزی دفتر سے دعوت نامے جاری کر دئے گئے ہیں۔
(احمد حسین کمال - آفس سیکرٹری)

قرآن پاک کے
نمونوں کا
بے نظیر مجموعہ
ہمارے ہاں جو عکسی رنگین قرآن مجید مترجم و مُعرا شائع ہوتے ہیں
اُن میں سے ہم نے بیس پچیس اقسام کے خاص خاص قرآنوں کا
ایک ایک ورق لیکر نمونوں کا
ایک مختصر مجموعہ تیار کر دیا ہے
اِن نمونوں کی آپ گھر بیٹھے زیارت کرکے اپنی پسند و ضرورت کا
قرآن کریم منگوا سکتے ہیں
قرآنی نمونوں کا یہ متبرک مجموعہ
مع مکمل فہرست تاج مطبوعات
موسومہ
خیر و برکت
ایک کارڈ لکھ کر
مفت
طلب فرمائیے
تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس ۵۳۶ کراچی

اُونی پارچات
جدید ترین اور منفرد ڈیزائنوں میں
درآمد شدہ اور پاکستانی
لادنس پور سوٹنگ مکمل ورائٹی
● سوٹ بینگکس۔ وکونا
● وولن ڈیکرون اور ٹیرٹون
● بلیزر۔ ویلور
گھریلو ضروریات کے لئے
کمبل، شالیں، تکئے، دریاں
اور گدے وغیرہ
تشریف لاکر پسند فرمائیے

(خصوصی ڈیلرز برائے پردہ وصوفہ کلاتھ)
۴۵ دی مال ــــ ۱۴۹ انارکلی ــــ لاہور

بقیہ: ص ۱۵ بچوں کا صفحہ

مانگنے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا - غور کرو - صحابی رضؓ نے مرتے وقت اپنی بے کسی اور رب کے فضل و کرم کو کیسے بیان کیا۔

حضرت عمر بن العاص رضؓ جب آخری وقت بالکل قریب آگیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ بارگاہِ صمدیّت میں اٹھا دئے ـــــ "الٰہی! تو نے حکم دیا اور ہم نے حکم عدولی کی - الٰہی! تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی - الٰہی! میں بے قصور نہیں ہوں کہ معذرت کروں - طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آجاؤں - اگر تیری رحمت شامل حال نہ ہوئی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا"

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حریم کعبہ پر سر رکھے محو دعا تھے ـــــ "اے ربِّ عزّ و جلّ! مجھے بخش دے - اور اگر میرے اعمال قابل سزا ہیں تو قیامت کے دن مجھے اندھا اٹھائیے - تاکہ تیرے نیکوکار بندوں کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

آخر میں ایک نسخہ پیش خدمت ہے۔ ہر روز دو رکعت نماز نفل پڑھ کر نہایت خشوع و خضوع سے دعا کیا کرو "اے اللہ! میں سخت گناہگار ہوں، نالائق ہوں، گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں - آپ ہی اصلاح فرما دیجئے - عاجزی و انکساری عطا فرمائیے میں نے بے شمار گناہ کئے ہیں - آپ ہی رحم فرمائیے - میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا لیکن پھر معاف کرالوں گا - بے شک آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں - اللہ تعالےٰ ہمیں عاجزی و انکساری سے اپنی بارگاہ میں جھکنے کی توفیق مرحمت فرمائے - آمین!

ضرورت رشتہ

تعلیم ایم ' اے بی ایڈ - اس سال ڈبل ایم اے کا امتحان دے رہا ہے - پیشہ صحافت - عمر ۲۸ سال - لڑکی بی اے یا بی اے ' بی ایڈ
نسیم شاہ آبادی سینئر سب ایڈیٹر روزنامہ کوہستان لاہور

ندوۃ المصنّفین کی مطبوعات
لغات القرآن - قصص القرآن - ترجمان السنۃ اخلاق و فلسفہ اخلاق ' مولانا حفظ الرحمٰنؒ - شاندار ماضی مکمل - مکتوبات شیخ الہند حضرت مدنیؒ - تفسیر کشف الرحمٰن عکسی مکمل از سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ - تفسیر مظہری اردو پ ۲۹ - پ ۳۰ و پ ۱ تا پ ۹ - نقش حیات مکمل اور دیگر مطبوعات کیلئے ہماری طرف رجوع فرمائیے
تاجر حضرات کو خصوصی مراعات حاصل ہیں -
ناظم مکتبہ رشیدیہ - غلہ منڈی منٹگمری

بچوں کا صفحہ

عجز و انکساری ہی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہے

عبد الہادی، قلعہ گوجر سنگھ لاہور

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب اُسے کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ کسی ایسی ہستی کی طرف رجوع کرے جس کی نسبت اُس کا یہ خیال ہو کہ وہ ذات اس کی ضروریات پوری کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ فطرت تمام بنی نوع انسان خواہ شہری ہو یا دیہاتی، عیسائی ہو یا یہودی عالم ہو یا جاہل سب میں یکساں پائی جاتی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو دعا مانگنا بھی اپنی احتیاج اور خدا کے قادر و غنی ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ دعا کا ادنیٰ مگر متیقن فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل کو تسلی ہو جاتی ہے۔ خواہ دعا مقبول نہ ہو تو بھی صبر آجاتا ہے۔ دعا کے فطری ہونے کا بیّن ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (یونس ع ۲۔ پارہ ۱۱)

ترجمہ: اور جب انسان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو پڑا یا بیٹھا یا کھڑا ہر حال میں ہم کو پکارے چلا جاتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو ایسا بے پروا بن کر چل دیتا ہے کہ گویا اس تکلیف کے لئے جو اس کو پہنچ رہی تھی ہم کو کبھی پکارا ہی نہیں تھا۔

قابلِ تحسین ہیں وہ لوگ جو بارگاہ صمدیت میں عجز و انکساری اختیار کرتے ہیں۔ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوتے ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں عاجزی سے گڑگڑاتے ہیں۔ شرمندگی کے آنسو جب آنکھوں سے اُمڈ آتے ہیں تو رحمتِ خداوندی انہیں زمین پر گرنے سے پیشتر ہی اُٹھا لیتی ہے۔ وہ آنسو گناہوں کی سیاہی کو صاف کر دیتے ہیں۔ تم خدا سے دعا کیوں نہیں مانگتے۔ تنہائی میں اُس سے دل کی بات کیوں نہیں کہتے۔ اُس کی بارگاہ میں سجدۂ نیاز بجا لاؤ اور آنسوؤں سے زمین کو تر کر دو۔ تمہاری آہیں اور سسکیاں اُس کی رحمت کو جوش میں لے آئیں گی۔ وہ ہر وقت دیکھتا ہے تمہاری ہر بات سنتا ہے۔ پھر بھلا تمہارے دکھ درد کیوں نہ سنے گا۔ تم محسوس کرو کہ وہ ذات ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ تمہارے کمرے میں موجود ہے۔ تمہارے دل کے لطیف گوشوں میں ہے۔ وہ تمہاری بڑی مونس و غمخوار ہے۔

ایک معصوم بچّہ جو چلنے پھرنے سے قاصر ہوتا ہے جب لڑکھڑا کر چلنے کی کوشش کرتا ہے تو گر پڑتا ہے۔ اُس کا یہ گرنا ماں کے دل میں ہل چل مچا دیتا ہے۔ وہ وفورِ محبت سے بے تاب ہو جاتی ہے۔ بچے کی جانب لپکتی ہے۔ فوراً اُٹھا لیتی ہے یہی حال انسان کا ہے۔ گناہوں سے لتھڑا ہوا انسان جب بارگاہِ الٰہی میں آتا ہے۔ بارگاہِ ایزدی میں سربسجود ہو کر گڑگڑاتا ہے۔ اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے۔ رحمتِ خداوندی جوش میں آتی ہے بیکس انسان کو سہارا دیتی ہے، تم اپنے پروردگار کی طرف آؤ تو سہی، ذرا سوچو تو سہی، ماں کی محبت تو خدا ہی کی عطا و بخشش ہے۔ تو اس رحیم ذات کو اپنے بندوں سے کس قدر محبت ہو گی۔ بے شک رب کو رونا اور گڑگڑانا بہت ہی پسند ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

حضرت یونس علیہ السلام وحی الٰہی کا انتظار کئے بغیر بستی چھوڑ کر چل دئے۔ اللہ کے حکم سے سمندر میں کشتی اُلٹنے کے باعث مچھلی نے نگل لیا۔ ذرا غور تو کرو۔ اندھیری رات، سمندر کی تہ، پھر مچھلی کے پیٹ میں (گویا اندھیروں میں) حضرت یونس علیہ السلام یہ بھی کہہ سکتے تھے۔ "اے اللہ! مَیں مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اس سے نجات دیجئے۔ بے شک آپ ہی مشکلکشا ہیں" یا اس طرح بھی رب کو پکار سکتے تھے۔ "مولا! میرے حال پر رحم فرما۔ اس حالت سے نجات دے"۔ خدا کے پیغمبر نے اندھیروں میں اپنے رب کو عجیب انداز سے پکارا: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ: سوائے تیرے کوئی معبود نہیں پاک ہے ذات تیری۔ بیشک مَیں ہی ظالموں میں سے تھا۔

خودی کی نفی کر دی۔ اپنے آپ کو ہی ظالم کہہ دیا۔ اپنے عاجز ہونے کا اقرار کر لیا۔ اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ بے شک تو پاک ہے تو ہی پکار سننے والا ہے۔ رحمتِ خداوندی جوش میں آگئی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس مصیبت سے نجات دے دی۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس وقت یونس علیہ السلام اپنے رب کو نہ پکارتے تو قیامت تک کے لئے مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔

آج ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں کرتا۔ ایسا کہنے سے پہلے اپنے دل کی گہرائیوں میں جھانکو۔ ہم حلال و حرام میں فرق نہیں کرتے۔ دھوکے بازی اور مکّاری کو جائز خیال کرتے ہیں۔ رشوت خوری ہمارا شعار ہے۔ دوسروں کو اپنی نگاہ میں حقیر سمجھتے ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی ہمارے کرتوت کیا ہیں، پھر شکوہ کیسا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک شخص بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہے۔ رو رہا ہے گڑگڑا رہا ہے۔ طور پہاڑ پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کے وقت اس بارے میں ذکر کیا۔ "مولا! تیرا بندہ تجھے رو کر پکار رہا تھا۔ اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما لے"۔ بارگاہ الٰہی سے جواب ملا۔ "موسیٰ! تو ظاہر کو دیکھ رہا تھا۔ مَیں باطن کو دیکھتا ہوں۔ اُس کا جسم حرام کے لقموں سے پلا ہے۔ بھلا مَیں اس کی دعا کیسے قبول کر لوں۔"

آئیے اپنی حالت پر غور کریں۔ بُرے کاموں سے اجتناب کریں۔ حلال کھائیں، حرام کے قریب نہ جائیں۔ عاجزی اور انکساری سے رب کو پکاریں۔ اللہ کو ایسی پکار بہت پسند ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ ایک شخص عبادت میں مصروف ہے تو دوسرا گناہوں پر نادم ہو کر رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس رونے والے کی پکار عبادت والے کی عبادت کی نسبت زیادہ پسند ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں مشکلات کے نرغے میں اپنے رب کو عجیب انداز سے پکارا۔ عجز و انکساری کا عجیب نمونہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "اے اللہ! میں تو عاجز ہو رہا ہوں۔ آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ مَیں کمزور ہوں۔ آپ ہی استقامت نصیب فرمائیے۔ مولا! ظالموں نے گھیر لیا ہے۔ نیکی کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دنیا نے اپنا رنگ بدل لیا۔ آپ ہی فضل فرمائیے۔ اے اللہ! کوئی نہیں کہ باطل کا ہاتھ پکڑے۔ آپ ہی طاقت دیجئے اے اللہ! مَیں شہادت کی موت چاہتا ہوں۔ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا خود ایک جرم ہے۔ بیشک آپ دعا قبول کرنے والے ہیں۔ چنانچہ آپ خدا کے فضل سے حق پر ثابت قدم رہے۔

بندے کی جانب سے عاجزی کے الفاظ اپنی بے کسی کا ثبوت ہوتے ہیں کہ اب رب کے سوا اُس کی پکار کوئی سننے والا نہیں۔ اُسی سے نصرت و تائید طلب کرنی ہے۔ دراصل ہمیں

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۹ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷-۲-۹DD مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۴ء

مَلکوتی انسان

— م —

جو ہر جابر سے، ہر ظالم سے، ہر ظلمت سے ٹکرائے
خداوندانِ باطل سے بڑی جرأت سے ٹکرائے

مقدس اک جماعت غازیوں کی جاں نثاروں کی — خدا کے چند پاک افراد کی، طاعت گذاروں کی
سراپا زہد و تقوےٰ، عاملِ احکامِ قرآنی — وہ ایثارِ مجسّم، خیر پیکر، شمعِ ایمانی
مسلسل رنج سہنے اور سختی جھیلنے والے — پیمبر کے اشارے پر قضا سے کھیلنے والے
صدائے لاالٰہ سُن کر خوشی سے دوڑنے والے — وفورِ جوش میں دستِ عدو کو توڑنے والے
فنا بازی گہِ اعمال تھی اُن کی نگاہوں میں — حیاتِ جاوداں جلوہ فشاں تھی اُن کی راہوں میں
کبھی گرداب میں کودے کبھی طوفان سے گذرے — کبھی شعلوں سے کھیلے، آگ کے میدان سے گذرے

عرب کے مشرکوں کی مرکزیت توڑ کر رکھ دی
بتوں کے پوجنے والوں کی قسمت پھوڑ کر رکھ دی

لوائے عظمتِ توحید لہراتے ہوئے اُٹھے — وقارِ قیصر و کسریٰ کو ٹھکراتے ہوئے اُٹھے
پیامِ خالقِ کونین لے کر صف بہ صف نکلے — نعرہ برلب، سناں در دست نکلے، سر بکف نکلے
گروہِ دشمناں میں، حلقۂ اغیار میں گرجے — شہنشاہانِ باجبروت کے دربار میں گرجے
وہ اپنے وقت کے فرعون سے، ہامان سے اُلجھے — وہ ہر طاغوت سے اُلجھے، وہ ہر شیطان سے اُلجھے
کبھی وہ بدر کے میدان میں کثرت سے ٹکرائے — کبھی جنگاہِ خندق میں بڑی طاقت سے ٹکرائے

خدا سے جو ہوئے راضی، خدا جن سے ہوا راضی
درخشاں جن کا مستقبل، درخشاں جن کا تھا ماضی